شمارہ: ۷ جلد: ۱۷ | رجب المرجب ۱۴۳۴ مئی 2013
Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مسلسل اشاعت کے ۵۱ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ

لولاک

ملتان

مشاہدات شب معراج ص 11
داستان عشق کے زریں عنوان ... حضرت خواجہ ص 26

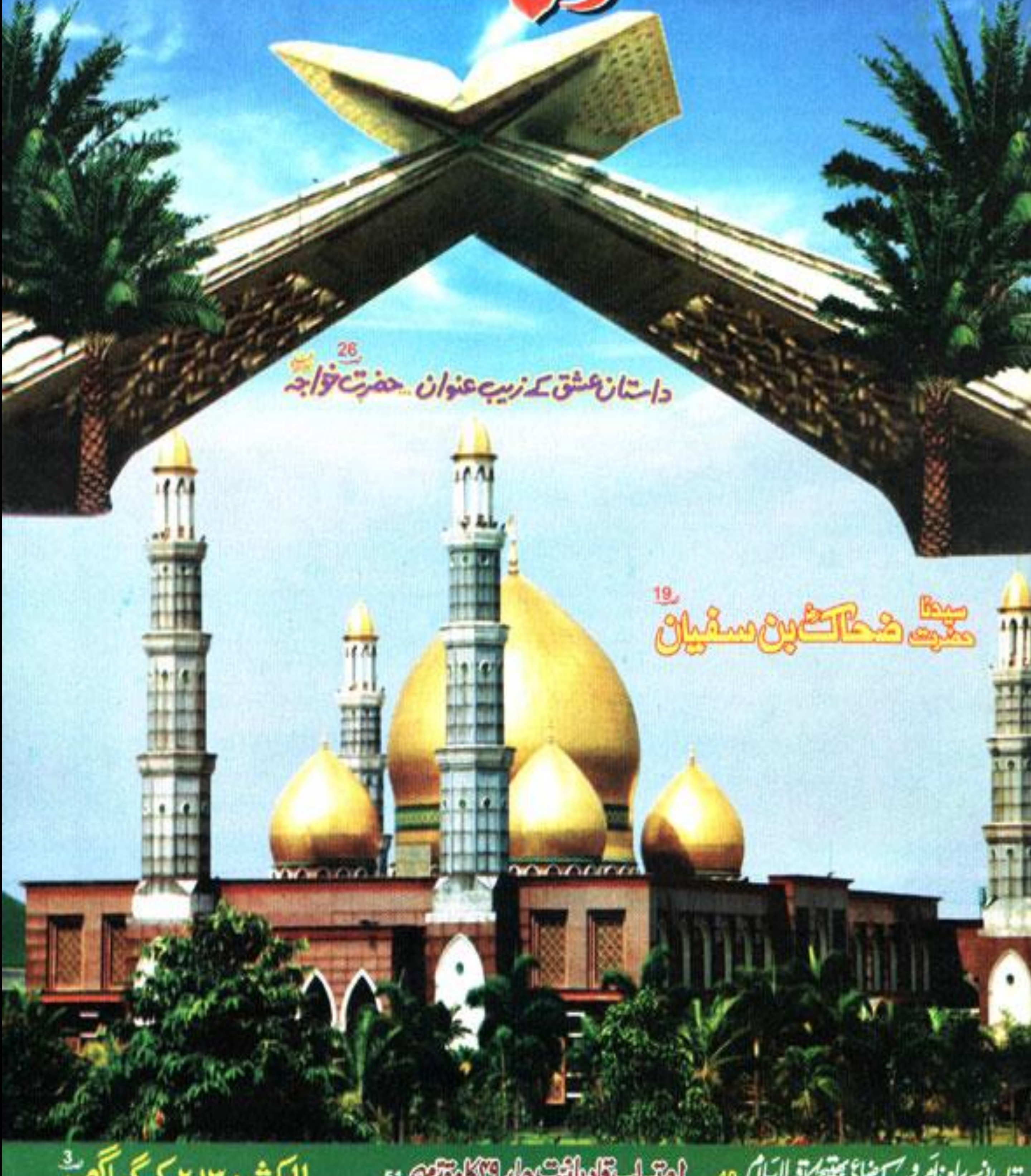

سیدنا حضرت ضحاکؓ بن سفیان ص 19
قادیانی سربراہ مرزا مسرور کے رضاعی بھتیجے کا قبول اسلام ص 40
احتساب قادیانیت جلد ۴۹ کا مقدمہ ص 51
الیکشن ۲۰۱۳ء کی گہما گہمی ص 3

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۷ جلد: ۱۷

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
- صاحبزادہ طارق محمودؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
- پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
- حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
- حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

الیکشن ۲۰۱۳ء کی گہما گہمی	مولانا اللہ وسایا	3
ختم نبوت کا تقدس	مولانا اللہ وسایا	5

مقالات ومضامین

معراج النبی ﷺ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	7
مشاہدات شب معراج	حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ	11
سیدنا حضرت ضحاکؓ بن سفیان	حافظ محمد انس	19
معارف خطبۂ نکاح (قسط نمبر۲)	مولانا محمد یوسف خان	21

شخصیات

داستان عشق کے زریں عنوان..... حضرت خواجہؒ	جناب ساجد اعوان	26
حضرت مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ... حیات وخدمات	حافظ مومن خان عثمانی	30
ختم نبوت کا ایک گمنام مبلغ	جناب خالد متین	34
علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی رحمۃ اللہ علیہ	جناب عبدالرشید عراقی	36
مولانا فقیر محمد فیصل آباد	جناب محمد عابد پوری	39

رد قادیانیت

قادیانی سربراہ مرزا مسرور کے رضاعی بھتیجے کا قبول اسلام	جناب عبدالقیوم عاصم	40
ترک قادیانیت (قسط نمبر۲)	عبدالقیوم سرگودھا	48
احتساب قادیانیت جلد ۴۹ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	51

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55
تبصرہ کتب	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم!

الیکشن ۲۰۱۳ء کی گہما گہمی!

آج ۴ راپریل ہے۔ مئی کا شمارہ پریس بھجوانے کی تیاری ہورہی ہے۔ جب یہ شمارہ چھپ کر آئے گا، قارئین الیکشن کے جوبن کا آخری دلکش نظارہ دیکھ رہے ہوں گے۔ اس وقت ہمارے ملک عزیز کو درپیش مسائل کے حل کے لئے الیکشن واحد راستہ رہ گیا ہے۔ خیال یا وہم ہے کہ اس دروازے سے گذرنے کے بعد شاید ملک کے مسائل کے حل کی کوئی سبیل نکل آئے۔

آج کل الیکشن کے امیدواروں کے کاغذات کی پڑتال ہورہی ہے۔ بہت سارے وہ حضرات جو گذشتہ اسمبلی کے معزز اراکین تھے جعلی سندوں کے باعث الیکشن سے باہر اور جیل کے اندر کئے جارہے ہیں۔ اس میں بعض شخصیات کو دیکھ کر پیشانی عرق آلود ہوجاتی ہے...... انجام گلستان کیا ہوگا؟

ریٹرننگ آفیسران چھ کلمے، دعائے قنوت کے متعلق سوالات کر رہے ہیں۔ ایک اچھے مسلمان ہونے کے ناتے یہ سب کچھ معلوم ہونا چاہئے۔ اچھے مسلمان کے ساتھ اچھے انسان کی اوصاف کو بھی چیک کیا جاتا تو کروڑوں کے قبضہ کرنے والوں کی گردن ناپی جاتی۔ غریب عوام کو سکون ہوتا کہ چلو ملک کو اچھے دن شاید نصیب ہوجائیں۔

زرداری صاحب بمع اپنے تمام گورنروں کے اقتدار کے جھولے جھول رہے ہیں۔ وفاق کی نگران حکومت میں تقریباً ان کے مہرے فٹ ہوگئے ہیں۔ وفاقی وزیر اطلاعات ان کے خاص الخاص ہیں۔ انہوں نے پی.ٹی.وی پر اپنی پسند کو ترجیح دی تو نیا پھڈا کھڑا ہونے کے واضح امکانات موجود ہیں۔ بعض مقامات پر ق لیگ کو ہرانے کے لئے پیپلز پارٹی اور نون لیگ ایک ہوں گے۔ بعض جگہوں پر ق لیگ، پیپلز پارٹی، تحریک انصاف مل کر نون لیگ کو نیچا دیکھانے کا شو منعقد کریں گے۔ جماعت اسلامی نے ایم.ایم.اے بحال نہ ہونے کو ترجیح دی۔ دینی جماعتوں کے ووٹ بینک کو تقسیم در تقسیم کے عمل سے بچانے کی بجائے سیٹ ایڈجسٹمنٹ کے لئے تحریک انصاف کے دروازے پر گئے۔ کبھی نون لیگ کے دروازے پر دستک دی۔ تحریک انصاف نے ان کو نون لیگ کے دروازے پر کھڑا دیکھ کر اپنے دروازے جماعت اسلامی پر بند کردیے۔

بقول شخصے! اہل سنت کے رفقاء کے دماغ کو بھی الیکشن چڑھا ہوا ہے۔ وہ پہلے نون لیگ پھر طاہر القادری کے آستانوں کی جادہ پیائی کر چکے ہیں۔ وائے درد عاشقی، میں کہاں کہاں سے گذر گیا! جمعیت علماء اسلام نے پہلے آل پارٹیز منعقد کر کے ملک میں ایک صحت مند روایت کا ڈول ڈالا۔ پھر ۳۱ رمارچ کو اسلام زندہ کانفرنس لاہور کا کامیاب انعقاد کر کے سب کو ورطۂ جرأت میں ڈال دیا۔ ایم.ایم.اے کی عدم بحالی کے بعد کے یاس وقنوط کی فضاء کو

...ختم کر رہے ہیں۔ جمعیت علمائے اسلام نے ... پنجاب وسندھ میں تو شاید ... وہ بڑھنے کے لئے بہت کامیاب تو...

صورتحال بہتر ہو۔ لیکن توقع ہے کہ حسب سابق دو صوبوں میں وہ اپنی پوزیشن بہت بہتر بنالیں گے۔ متحدہ دینی محاذ، راہ حق، کا تقابل تو شاید، قابل توجہ، کا درجہ نہ حاصل کر پائے۔ لیکن ان دونوں کے ساتھ جماعت اسلامی کی حیثیت بھی جس سیٹ پر جمعیت کے مقابل رہی تو نقصان کا پہلو نظر انداز کرنا مشکل ہوگا۔

بے رحمانہ چھان بین سے بعض حضرات کی خوشی قابل فہم ہے۔ لیکن راجا پرویز اشرف، امین فہیم، سید یوسف رضا گیلانی ایسے جس پارٹی کے رہنما نااہل ہو جائیں صدر مملکت بھی ان کا اپنا اور نگران کابینہ بھی ان کی توقعات کے خلاف نہ ہو۔ اس جماعت سے یہ توقع کہ وہ کوئی تلاطم برپا نہ کریں گے۔ یہ نا قابل فہم ہے۔

جناب پرویز مشرف پاکستان تشریف لائے۔ ان کا استقبال پھُس ہو گیا۔ البتہ عدالتوں کے چکر اور جوتے کے شرف ملاقات سے جناب پرویز، مشرف ہو چکے ہیں۔ کراچی کی ایک قومی کی سیٹ ایم.کیو.ایم ان کے لئے خالی کرنے کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ پرویز مشرف ملک کے پانچ مقامات سے الیکشن میں حصہ لینے کے لئے کاغذات داخل کرا چکے ہیں۔ اجازت مل گئی تو الیکشن میں اور اگر نااہل ہوگئے، مقدمات چلنے شروع ہوگئے تو جیل میں ہوں گے۔ لیکن خیال رہے کہ کیا فوج اپنے سابق سربراہ کی یہ بے آبروئی گوارا کرلے گی؟ واقفان راز کا کہنا یہ ہے کہ وہ بغیر گرین سگنل کے کبھی پاکستان کی سرزمین پر قدم نہ رکھتے۔ طاہر القادری، پرویز مشرف ان سب حضرات کی آمد ایک خاص مقصد کے لئے ہے۔ الیکشن ملتوی کرانے میں ایک بظاہر ناکام ہوئے تو اگلی حکومت سازی میں دوسرا مہرہ تیار رکھنا ضروری تھا۔ جناب نواز شریف مانا کہ مسلم لیگ ہیں۔ عزیمت کا کام کرنا ان کی روایات میں شامل نہیں۔ لیکن پرویز مشرف کی آمد پر چپ رہنا، لگتا ہے کہ پرویز مشرف صرف باہر سے نہیں آئے بلکہ یہ بھی تقدیر کا لکھا پڑھا جاسکتا ہے کہ انہیں بیرونی آقاؤں نے ارسال کیا ہے۔ جب ہی تو جناب میاں صاحب کے لبوں پر بھی مہر سکوت نے اپنے پھن پھیلا دیئے ہیں۔

باقی تو باقی جناب بلاول بھٹو صاحب اپنے والد گرامی صدر مملکت سے یہ نہیں کہہ پائے کہ وہ دیکھو لو! میری امی کے قتل کے ملزم آپ کی مملکت میں داخل ہوگئے ہیں۔ آپ کے لئے ان کی گرفت کا یہ سنہری موقعہ ہے۔ ہاں البتہ بلاول صاحب نے ٹکٹوں کی تقسیم پر اختلاف کر کے غصہ میں باہر کا سفر کیا۔ جب ان کے اختلاف کے چرچے ہوئے تو صدر مملکت اپنے اکلوتے صاحبزادے کو دبئی سے منا لائے۔ زرداری، بلاول بھٹو، نواز شریف سب پرویز مشرف کے آنے پر مہر بلب ہیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ چپ بھلی۔

لیجئے قارئین! ملک جن مراحل سے گذر رہا ہے اس کی اجمالی رپورٹ آپ کے سامنے ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ دعا فرمائیں کہ سر پر کھڑا الیکشن خیر و برکت سے ہو جائے اور اس کے نتائج ملک وملت کے لئے مفید ثابت ہوں۔ اللہ رب العزت ملعون شرپسندوں، منحوس لٹیروں وڈاکوؤں، چوروں، اچکوں، لفنگوں، بھتہ خوروں، قاتل وسفاک درندوں، فرقہ پرست، دہشت گرد افراد اور گروہوں سے ملک کی حفاظت فرمائیں۔ ملک کو صحیح معنوں میں صالح ومخلص قیادت نصیب ہو، تا کہ ہمارا ملک اسلامی، فلاحی کامیاب ریاست کا روپ دھار سکے۔ آمین•

بحرمة النبی الکریم!

ختم نبوت کانفرنسیں

۱۴رفروری مصطفےٰ آباد فیصل آباد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ فیصل آباد کی دینی قیادت سٹیج پر براجمان تھی۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب لاہور سے اور فقیر راقم ملتان سے اس میں شریک ہوئے۔

۱۶رفروری کو سرائے عالمگیر میں کانفرنس میں مولانا محمد قاسم مبلغ گجرات و منڈی بہاؤالدین اور فقیر راقم نے شرکت کی۔ کانفرنس مثالی طور پر بھرپور انداز میں کامیاب رہی۔

۱۷رفروری کو ڈھیری حسن آباد میں مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اشرف ہمدانی کی یاد میں ختم نبوت کانفرنس میں مولانا سمیع الحق، مولانا فضل الرحمٰن خلیل اور فقیر راقم اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۲۰رفروری بستی بزدار تحصیل تونسہ۔ ۲۱رفروری وہوا، ۲۲رفروری تونسہ شہر اور شادن لنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ فقیر راقم اور حضرت مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد اقبال گجر، مولانا امان اللہ اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۲۴رفروری غورغشتی ضلع اٹک میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے مولانا حافظ محمد تکین امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ حضرت مولانا محمد الیاس گھمن اور فقیر راقم نے بیان کیا۔

۲۸رفروری ملتان دفتر مرکزیہ میں دن کو مرکزی شوریٰ کا اجلاس اور رات کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ فللحمدللہ!

۳رمارچ کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس اچھروال میں منعقد ہوئی۔

۶رمارچ کو پنوں عاقل میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، مولانا غلام اللہ ہالیجوی، مولانا محمد یحییٰ عباسی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبدالمجیب قریشی، مولانا عبداللطیف اشرفی اور فقیر راقم ودیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۷رمارچ کو سکھر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، مولانا عبدالمجیب قریشی، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا بشیر احمد، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، فقیر راقم کے بیانات ہوئے۔ رات گئے کانفرنس صدر اجلاس حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

۸رمارچ کو ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ میں منعقد ہوئی۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی، مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، مولانا عبدالمجیب قریشی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن، مولانا راشد مدنی ٹنڈو آدم، مولانا توصیف احمد، مولانا تجمل حسین، فقیر راقم اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ صدارت و اختتامی دعا حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد صاحب نے فرمائی۔

۱۲رمارچ حضرو ضلع اٹک میں ختم نبوت کانفرنس بعد از ظہر تا مغرب منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا ارشد الحسینی، حضرت مولانا پیر عزیزالرحمٰن ہزاروی، حضرت مولانا شہاب الدین پوپلزئی، حضرت قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی، مولانا

نثار احمد الحسینی، فقیر راقم اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ ۱۲؍مارچ بعد از عشاء انہی حضرات کے ختم نبوت کانفرنس اٹک میں بیانات ہوئے۔ قاری محمد ابوبکر کراچی بھی دونوں کانفرنسوں میں اپنے منظوم کلام سے سامعین کو مسحور کرتے رہے۔

۱۹؍مارچ کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس خانیوال میں زیر سرپرستی ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پیر طریقت حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عبدالماجد صدیقی انعقاد پذیر ہوئی۔ حضرت مولانا محمد رفیق جامی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد ادریس اجمل، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا عطاء المنعم اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۲۰؍مارچ کو ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم میں منعقد ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد توصیف، حضرت مولانا احمد میاں حمادی، حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن، مولانا راشد مدنی اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۲۱؍مارچ ختم نبوت کانفرنس شورکوٹ میں منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا محمد عالم طارق، مولانا آصف معاویہ، حضرت مولانا محمد ساجد عثمانی اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۲۳؍مارچ کو ہری پور میں عظیم الشان فقید المثال ختم نبوت کانفرنس ہزارہ ڈویژن کی سطح پر منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ٹیکسلا، حضرت حافظ حسین احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا قاضی مشتاق احمد، مولانا مفتی سید محمود الحسن مسعودی، مولانا قاضی محمد ابراہیم حسینی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا زاہد وسیم، مولانا منظور احمد مینگل، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ پورا دن کانفرنس جاری رہی، اس کے کامیاب انعقاد کے دوراس نتائج برآمد ہوں گے۔ انشاء اللہ!

۲۶؍مارچ کو جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور۔ اسی رات صادق آباد۔

۲۷؍مارچ کو رحیم یارخان جامعہ قادریہ میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا مشتاق احمد، مولانا فضل الرحمٰن درخواستی، مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی، مولانا محمد رضوان، مولانا قاضی شفیق الرحمٰن، مولانا مفتی محمد صفدر، سید سلمان گیلانی کے بیانات ہوئے۔ مولانا مفتی راشد مدنی سٹیج سیکرٹری تھے۔ جب کہ سرپرستی وصدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست ودعا گو حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم نے فرمائی۔

فروری مارچ کی ان کانفرنسوں کی فقیر نے رپورٹ مرتب کی جن میں خود شرکت کی سعادت سے سرفراز ہوا۔ اگر رفقاء وہاں کی رپورٹیں بروقت ارسال کرتے تو زیادہ تفصیل سے قارئین بہرہ ور ہوتے۔ اب انشاء اللہ العزیز! ۱۸؍اپریل کو فیصل آباد الفتح گراؤنڈ میں حضرت مولانا سید فاروق شاہ صاحب پیر طریقت کی زیر سرپرستی وزیر صدارت عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہورہی ہے۔

۲۷؍اپریل کو منی سٹیڈیم گوجرانوالہ میں بین الاضلاعی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوگی جس میں پانچ چھ اضلاع کے عوام جمع ہوں گے۔

۲۸؍اپریل کو ختم نبوت کانفرنس قلندرآباد ضلع مانسہرہ میں منعقد ہورہی ہے۔ تفصیلات زندگی باقی تو آئندہ پر چھوڑتے ہیں۔

معراج النبی a!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

۱۰ نبوی میں آپ a نے طائف کا سفر کیا۔ جہاں طائف کے سرداروں نے بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔

۱۱ نبوی میں واقعہ معراج پیش آیا۔ اگرچہ اس میں مختلف اقوال ہیں کہ سفر معراج کس تاریخ کو ہوا۔ مشہور یہ ہے کہ سفر معراج رجب المرجب کی ستائیسویں شب کو ہوا۔ اس سفر کے دو حصے ہیں۔ الاسراء۔ المعراج۔ علمائے کرام کی اصطلاح میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اسراء اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو معراج کہا جاتا ہے۔ بسا اوقات اول سے آخر تک کے سفر کو معراج یا اسراء کہا جاتا ہے۔

سفر معراج کے سلسلہ میں تفصیلات تو احادیث کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ رحمت دو عالم a اپنی چچازاد حضرت ام ہانیؓ کے گھر آرام فرماتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور آپ a کو جگا کر بیت اللہ شریف میں لے گئے۔ آب زمزم کے کنویں کے پاس آپ کو لٹایا گیا اور آپ a کا سینہ مبارک چاک کر کے دل مبارک کو آب زمزم کے ساتھ دھو کر اس میں مزید ایمان وحکمت کو بھر دیا گیا۔ جنت سے ایک سواری لائی گئی۔ جسے براق کہتے ہیں۔ براق برق سے ہے۔ برق کا معنی بجلی کے ہیں۔ یعنی وہ برق رفتار تھا۔ اس کا قدم وہاں پہنچتا تھا جہاں اس کی نگاہ۔

شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ a نے فرمایا کہ راستہ میں ایسی زمین پر گزر ہوا جہاں کھجور کے درخت کثرت سے تھے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں اتر کر دو رکعت نفل پڑھ لیجئے۔ اتر کر نماز پڑھی تو بتلایا گیا کہ یہ آپ a کا دار الہجرۃ بننے والا مدینہ منورہ ہے۔ پھر ایک اور مقام پر نماز پڑھنے کا کہا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بیت اللحم یعنی جائے پیدائش حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ پھر ایک جگہ نماز پڑھنے کا کہا گیا تو بتلایا گیا کہ یہ مدین ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کا مسکن ہے۔ (تلخیص خصائص الکبریٰ ج اول ص ۱۵۳)

عجائبات عالم کا معائنہ

ایک بڑھیا سے گزر ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی طرف التفات نہ فرمایئے۔ آگے چل کر ایک بوڑھے نے آپ a کو آواز دی۔ جبرائیل علیہ السلام نے اس کی طرف توجہ کرنے سے منع فرمایا۔ آگے چل کر ایک جماعت پر گزر ہوا جس نے آپ a پر ان الفاظ میں سلام کہا۔ السلام علیک یا اول...... السلام علیک یا آخر...... السلام علیک یا حاشر...... حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا جواب دیجئے۔ بعد ازاں بتلایا کہ بڑھیا جو راستے کے کنارے کھڑی تھی وہ دنیا تھی۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی رہ گئی ہے اور بوڑھا شیطان تھا۔ دونوں کا مقصد آپ a کو اپنی طرف مائل کرنا تھا۔ وہ جماعت جس نے آپ a کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق آپ a نے دجال اور داروغہ جہنم مالک کو بھی دیکھا۔ نیز ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ جو ان ناخنوں سے چہروں کو چھیلتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ غیبت کرنے والے ہیں۔ ایک شخص کو دیکھا جو نہر میں تیر رہا ہے اور پتھروں کو لقمے بنا رہا ہے۔ فرمایا یہ سود خور ہے۔ مجاہدین کو دیکھا کہ جو کھیتی کاشت کرتے ہیں اور ایک ہی دن میں تیار ہو جاتی ہے۔ فرمایا ان کی نیکیاں سات سو گنا تک بڑھ جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی شرمگاہوں کے آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ اور بیل کی طرح چرتے ہیں اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں۔ فرمایا یہ وہ لوگ جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت ہے۔ وہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا نہیں کھاتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھنے پر بتلایا کہ یہ آپ a کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال اور پاکیزہ بیویوں کی موجودگی میں زانیہ اور فاسقہ عورتوں سے شب باشی کرتے ہیں۔ یا وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال اور پاکیزہ شوہروں کو چھوڑ کر بدکار مردوں کے پاس رات گزارتی ہیں۔ پھر آپ a کا ایک لکڑی پر گزر ہوا جو راہ گزرنے والوں کے کپڑے پھاڑ دیتی ہے۔ فرمایا یہ مثال ڈاکہ زنی کرنے والوں کی ہے۔ ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کی لبیں اور زبانیں قینچیوں سے کاٹی جا رہی ہیں۔ جب کٹ جاتی ہیں تو پہلے کی طرح صحیح وسالم ہو جاتی ہیں۔ فرمایا یہ آپ a کی امت کے وہ خطیب اور واعظ ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔ پھر ایسے مقام پر گزر ہوا جہاں ٹھنڈی خوشبودار ہوا آ رہی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ جنت کی خوشبو ہے۔ بعد ازاں ایسے مقام سے گزر ہوا جہاں سے بدبو محسوس ہوئی۔ فرمایا یہ جہنم کی بدبو ہے۔

بیت المقدس تشریف آوری

الغرض اس شان سے حضور a بیت المقدس پہنچے اور حضور a نے براق کو حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے اور مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے اور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی۔ رحمت دوعالم a کی تشریف آوری سے پہلے بہت سے حضرات مسجد اقصیٰ میں موجود تھے۔ جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے۔ اتنے میں بہت سے حضرات مسجد میں جمع ہو گئے۔ مؤذن نے اذان کہی اور پھر امامت کہی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آقائے نامدار a کا ہاتھ مبارک پکڑ کر آپ a کو مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ آپ نے سب کی امامت کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتلایا کہ سب انبیاء کرام تھے۔ جنہوں نے آپ a کے پیچھے نماز پڑھی۔ ایک روایت میں ہے کہ فرشتوں نے بھی آپ a کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ فرشتوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ فرمایا محمد رسول اللہ a ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور a نے اللہ پاک کی حمد وثناء بیان کی۔ جب آپ a مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے تو آپ a کی خدمت میں تین پیالے پیش کئے گئے۔ ایک پانی کا، ایک دودھ کا اور ایک شراب کا۔

آپ a نے دودھ کا پیالہ پسند فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ a نے فطرت کو پسند فرمایا۔

عروج سماوی

ایک روایت کے مطابق آپ اسی براق کے ذریعہ آسمان پر تشریف لے گئے۔ دوسری روایت کے مطابق زمرد اور زبرجد سے بنی ہوئی سیڑھی سے آسمان پر تشریف لے گئے۔ چنانچہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ مذکورہ بالا تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے خیر مقدمی الفاظ کے ساتھ آپ a کا استقبال کیا۔

سدرۃ المنتہیٰ

بعد ازاں آپ a کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو بیری کا درخت ہے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ جا کر منتہیٰ ہو جاتی ہے اور پھر اوپر اٹھائی جاتی ہے اور ملاء اعلیٰ سے جو چیز اترتی ہے وہ سدرۃ پر آ کر ٹھہر جاتی ہے۔ پھر نیچے اترتی ہے۔ اس لئے اس کا نام ’’سدرۃ المنتہیٰ‘‘ ہے۔ (زرقانی ج۶ص۱۸) اسی مقام پر آپ a نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا۔ جبرائیل یہیں رک گئے۔

جنت وجہنم کا مشاہدہ

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے آپ نے جنت کی سیر فرمائی اور جہنم کو بھی دیکھا۔ بعد ازاں آپ اور اوپر گئے۔ اور ’’صریف الاقلام‘‘ یعنی قلموں کے چلنے کی آواز سنی۔ گویا یہ مقام تدابیر الٰہی اور تقادیر خداوندی کا (بلاتشبیہ وتمثیل) مرکزی دفتر اور صدر مقام ہے۔

دیدار خداوندی اور تحائف کا تبادلہ

صریف الاقلام سے چل کر حجابات طے کرتے ہوئے بارگاہ قدس میں پہنچے تو بارگاہ بے نیاز میں سجدہ نیاز بجالائے اور نور السماوات والارض کے جمال بے مثال کو حجاب کبریائی کے پیچھے سے دیکھا اور بلاواسطہ کلام خداوندی اور وحی الٰہی سے سرفراز ہوئے۔ ’’فاوحیٰ الیٰ عبدہ ماداوحی‘‘ امام طبرانیؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت a نے فرمایا کہ میں نے نور اعظم یعنی نور الٰہی کو دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی جو چاہی اور کلام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے براہ راست آپ a سے کلام فرمایا اور پچاس نمازیں آپ a پر اور آپ a کی امت پر فرض فرمائیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ a کو تین عطیے عنایت فرمائے۔ ۱...... پانچ نمازیں۔ ۲...... سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔ ۳...... تیسرا عطیہ آپ a کو یہ مرحمت فرمایا کہ جو شخص آپ a کی امت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ ایک طویل حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ a کے وجود کو روحانی اور نورانی اعتبار سے ’’اول النّبیین‘‘ اور بعث کے اعتبار سے ’’آخر النّبیین‘‘ بنایا۔ آپ کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کیں۔ جو آپ a سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیں۔ آپ a کو حوض کوثر عطا فرمایا اور آٹھ چیزیں خاص طور پر آپ a کی امت کو دیں۔ اسلام اور مسلمان کا لقب۔ ہجرت اور جہاد۔ نماز اور صدقہ۔ رمضان المبارک کے روزے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ آپ a کو فاتح اور خاتم بنایا۔ یعنی اول الانبیاء اور آخر الانبیاء بنایا۔ اللہ پاک نے آپ a پر خصوصی انعامات فرمائے اور آپ a کو پچاس نمازیں عنایت فرمائیں۔

واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا عنایت فرمایا گیا۔ فرمایا دن اور رات میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کر چکا ہوں۔ آپ a کی امت ضعیف اور کمزور ہے۔ اس فریضہ کو ادا نہیں کر سکے گی۔ اس لئے آپ a اپنے پروردگار سے تخفیف کی درخواست کریں۔ آپ a واپس گئے۔ پانچ معاف ہوئیں۔ پھر گئے۔ پانچ کم ہوئیں۔ پھر گئے۔ پانچ کم ہوئیں۔ پھر آئے، پھر گئے۔ پانچ کم ہوئیں۔ یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مزید تخفیف کی درخواست کی استدعا کی۔ آپ a نے فرمایا اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ آپ a کی امت پڑھے گی پانچ اور ثواب پچاس کا ملے گا۔

آپ a واپس بیت المقدس آئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ آپ a نے راستہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ ’’من یصدقنی‘‘ میری تصدیق کون کرے گا۔ فرمایا ’’اصدقك ابوبکر وھو الصدیق‘‘ آپ a کی تصدیق ابوبکرؓ کریں گے۔ اس لئے کہ وہ صدیق ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساری قوم نے تکذیب کی۔ جبکہ ابوبکر صدیقؓ نے تصدیق کی۔

یہ مضمون سیرۃ المصطفیٰ جلد اول مصنفہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے تلخیص کیا گیا ہے۔

قہر خداوندی!

سن لے او نادان قلندر — نہ کر مستی دین دے اندر
وچ حکومت بعد پیغمبر — صدیق اکبرؓ دا پہلا نمبر
جس دی سنگت نال پیغمبر — غار دے اندر بدر دے اندر
قبر دے اندر حشر دے اندر — آئی گواہی قرآن دے اندر
صدیق رفیق نبی سرور دا — مچی دھوم جہان اندر
سن لے او نادان قلندر — نہ کر مستی دین دے اندر
صدیق دے ناں تو میں قربان — اچی جس دی سب توں شان
مدحت جس دی وچ قرآن — کیتی رب نے آپ بیان
جس دا رتبہ وچ جہان — افضل اعلیٰ بعد پیغمبر
سن لے او نادان قلندر — نہ کرمستی دین دے اندر

مشاہدات شب معراج!

خطاب: حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی!

’’الحمد لله وكفىٰ وسلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم ۰ بسم الله الرحمن الرحيم ۰ ولقد رآه نزلة اخرىٰ ۰ عند سدرة المنتهىٰ ۰ عندها جنة الماوىٰ ۰ اذ يغشى السدرة ما يغشىٰ ۰ مازاغ البصر وما طغىٰ ۰ لقد رأى من اٰيٰت ربه الكبرىٰ (النجم:۱۳تا۱۸)‘‘

امام ابن جریر طبریؒ کا کارنامہ

امام ابن جریر طبریؒ تیسری صدی کے عظیم مفسر قرآن ہوئے ہیں جن کی تفسیر تیس جلدوں پر محیط ہے، انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، بغداد میں رہنے والے یہ عظیم المرتبت مفسر، محدث، فقیہہ اور صاحب مذہب مجتہد تھے۔ ان کی تصنیف شدہ بہت سی کتابوں میں تفسیر اور تاریخ کی کتابیں زیادہ مستند مانی جاتی ہیں، بعد والے مفسر اسی تفسیر سے نقل کرتے ہیں اور تاریخ میں ان کو بلند مرتبہ حاصل ہے، اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر امام صاحب کے اپنے دور تک کی تاریخ کی کتاب تیرہ جلدوں پر محیط ہے۔ اس کتاب میں گزشتہ انبیاء کی تاریخ کے علاوہ صحابہ کرامؓ اور تابعین تک کے دور کے ملوک وغیرہ کی تاریخ کا ذکر آتا ہے جو کہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری تک چلی گئی ہے۔

شق قلب کا واقعہ

بہرحال امام ابن جریر طبریؒ نے واقعہ معراج کے مشاہدات کا ذکر کیا ہے جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، امام صاحب کی روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم a نے فرمایا کہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام فرشتے آئے، دوسری روایت میں فرشتوں کی تخصیص نہیں کی گئی کہ کون سے فرشتے آئے تھے، اس وقت حضور علیہ السلام اپنی چچازاد بہن ام ہانی کے گھر میں آرام فرمارہے تھے، رات کا وقت تھا، فرشتے مکان کی چھت پھاڑ کر اندر داخل ہوئے اور اسی راستے سے نبی علیہ السلام کو کمرے سے باہر نکالا اور چھت کو پھر برابر کر دیا۔ پھر فرشتے آپ کو حطیم کے مقام پر لے گئے۔ آپ کا قلب مبارک چاک کیا۔ ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت آپ a کا قلب مبارک چاک کر کے شرح صدر کیا گیا۔ اس وقت آپ کو زمین پر نہیں لٹایا گیا تھا بلکہ فرشتوں نے آپ کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا رکھا تھا۔ اس حدیث کے الفاظ ہیں ’’ثم نزلت ‘‘یعنی شق قلب کے بعد آپ a کو نیچے اتارا گیا۔ محدثین کرام ’’نزلت ‘‘ کی یہی توجیہہ بیان کرتے ہیں کہ قلب چاک کرتے وقت فرشتوں نے نبی علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا رکھا تھا۔ الغرض! حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جبرائیل اور میکائیل آئے اور انہوں نے قلب مبارک کو چاک کیا اور زمزم کے پانی سے دھویا۔

آب زم زم کی فضیلت

آب زم زم بڑا متبرک پانی ہے۔ حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے دنیا کے دوردراز کونوں تک تبرک کے طور پر لے جاتے ہیں۔ حقیقت میں اس مقدس سرزمین کا تبرک تو یہ زم زم ہی ہے۔ باقی جتنے تحائف لوگ حرمین الشریفین کی سرزمین سے لاتے ہیں وہ مختلف ممالک سے درآمد شدہ ہوتے ہیں۔ ارض مقدس کی تو ان چیزوں کو ہوا ہی لگی ہوتی ہے۔ ورنہ وہ چیزیں نہ تو وہاں پیدا ہوتی ہیں اور نہ ہی صنعتی طور پر تیار کی جاتی ہیں۔ تسبیحات، ٹوپیاں، جائے نماز، مختلف انواع واقسام کے کپڑے، ٹیپ ریکارڈ، ٹیلی ویژن، فرج، بچوں کے کھلونے وغیرہ میں سے بیشتر چین اور جاپان سے آتے ہیں یا پھر امریکہ اور یورپی ممالک میں تیار کیے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ دوسری متبرک چیز کھجور ہے جو اس سرزمین میں پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کی پیداوار بھی اتنی نہیں ہوتی جتنی حجاج وہاں سے لاتے ہیں۔ لہٰذا کھجور بھی ملحقہ ممالک سے درآمد کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ اس کے بھی خالص اس سرزمین کی پیداوار ہونے کا یقین نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے عرض کیا کہ ارض مقدس کا واحد متبرک آب زم زم ہے جسے زائرین دوردور کے ممالک تک لے جاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے خود یہ پانی باہر سے حج وعمرہ کرنے کے لئے آنے والوں کو دیا اور فرمایا کہ اس تبرک کو دور تک لے جاؤ۔ آپ a نے فرمایا آب زم زم کوثر اور سلسبیل سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ جیسا کہ فارسی میں تاریخ مکہ میں یہ روایت نقل کی ہے یہ متبرک پانی اللہ نے اپنی قدرت تامہ کے ساتھ اس جگہ پر معجزانہ طریقے پر نکالا۔ جس جگہ پر فرشتے نے اپنا پر مارا تھا۔ اس کا ذائقہ بھی دوسرے پانی سے مختلف ہے اور اس میں اللہ نے بعض خصوصیات بھی رکھی ہیں۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ زم زم بیک وقت مشروب، غذا اور دوائی کا کام بھی دیتا ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کی صحیح روایت میں آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے پندرہ دن تک صرف آب زم زم پر گزارہ کیا۔ جب کہ کھانے کے لئے کوئی دوسری چیز میسر نہیں تھی۔ نیز اس عرصہ میں میں ایسا صحت مند اور مضبوط ہو گیا جیسے کوئی بہت اچھی غذا کھائی ہو۔

بلاد عرب کا کمزور پہلو

میں نے عرض کیا کہ عرب کی بیشتر اشیاء درآمد شدہ ہیں۔ ان کے پاس وسیع وسائل موجود ہیں۔ افرادی قوت بھی دوسرے ممالک سے آتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر سعودی اور دیگر عرب ریاستیں اپنے ملک کو بین الاقوامی منڈی بنانے کی بجائے اپنی فیکٹریاں قائم کرتے اور باہر سے درآمد کرنے کی بجائے اشیاء ضرورت خود تیار کرتے۔ جس کی وجہ سے ان اشیاء کی قدر میں اضافہ ہوتا اور عرب کی معیشت پر بھی خوشگوار اثر پڑتا۔ اب بین الاقوامی منڈی ہونے کی وجہ سے دنیا کی اقوام عرب ممالک سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ میرے نزدیک یہ کوئی اچھی علامت نہیں ہے۔ کیونکہ جو لوگ بیرونی ممالک سے اپنی اشیاء فروخت کے لئے عرب ممالک میں لاتے ہیں وہ اپنے خیالات بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معاشرے پر برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ عربوں کی اپنی تیارہ کردہ اشیاء ہوتیں، لوگ انہیں لے کر دوردراز علاقوں تک جاتے تو دنیا میں مزید عزت حاصل ہوتی۔ مگر یہ تو ماچس تک بنانے سے قاصر ہیں۔ دوسروں کی تیار کردہ اشیاء پر فخر کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ بہرحال یہ الگ مسئلہ ہے جس کو میں

اس موقع پر ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے اشارتاً بات کر دی ہے۔ زم زم کے متعلق یہ ضمناً بات آ گئی ہے۔

مہر نبوت

واقعہ معراج کے سلسلہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حطیم کے مقام میں میرے قلب کو زم زم کے پانی سے دھویا گیا اور ایمان اور یقین کے ساتھ بھر دیا گیا۔ امام طبریؒ کی روایت کردہ حدیث میں یہ بات بھی آتی ہے کہ حضور علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان موجود مہر نبوت کو بھی تازہ کر دیا گیا۔ مہر نبوت حضور a کے دونوں کندھوں کے درمیان گوشت کا ابھرا ہوا حصہ تھا جیسے سرخ رنگ کی گلٹی ہوتی ہے اور اس پر کچھ بال بھی اگے ہوئے تھے۔ جیسا کہ مسّے ہوتے ہیں۔ یہ مہر نبوت آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ابتداء سے تھی۔ نبوت ملتے وقت پیدا ہوئی یا شرح صدر، دوران واقعہ معراج اس کا ظہور ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ مہر نبوت ابتداء سے ہی تھی اور خصوصاً جب آپ a کو نبوت عطاء ہوئی تو اس وقت بالکل نمایاں تھی۔

سلمان فارسیؓ کا قبول اسلام

مختلف ادیان کی کتب سابقہ خصوصاً تورات میں حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کی ایک علامت آپ کی مہر نبوت بھی مذکور تھی۔ چنانچہ بعض لوگ یہ نشانی دیکھ کر ہی ایمان لائے۔ اس سلسلہ میں حضرت سلمان فارسیؓ کے ایمان لانے کا واقعہ مشہور ہے۔ پہلے ایران کے رہنے والے مجوسی تھے۔ پھر عیسائیت قبول کی اور اس دین میں ایک لمبا عرصہ گزارا۔ آپ نے عیسائیوں کی کتابوں میں پڑھ رکھا تھا کہ اللہ کے آخری نبی کی تشریف آوری اس مقام پر ہوگی جہاں کی زمین پتھریلی اور کھجوروں کے باغات ہیں۔ نبی علیہ السلام کی مدینہ تشریف آوری کے وقت حضرت سلمان فارسیؓ مدینے کے ایک یہودی کے غلام تھے اور اس کے کھیتوں پر کام کرتے تھے۔ اس سرزمین کی پتھریلی زمین اور کھجوروں کے باغات والی نبی آخر الزمان کی جائے ہجرت کو تو آپ پہچان ہی چکے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ اللہ کا نبی کب اس مقام پر آتا ہے اور اسے ایمان لانے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کو یہ علامت بھی معلوم تھی کہ اللہ کا آخری نبی ہدیہ قبول کرے گا۔ مگر صدقہ قبول نہیں کرے گا۔ نیز یہ کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ حضرت سلمان فارسیؓ کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے نبی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے ہیں تو انہیں باقی علامات کی تصدیق کرنے اور حضور a پر ایمان لانے کا ذوق وشوق مزید بڑھ گیا۔ چنانچہ ایک روز موقع پا کر سلمان فارسیؓ یہودی کے کھیت سے فارغ ہو کر حضور علیہ السلام کی زیارت کے لئے مدینہ آئے۔ انہوں نے کھجوریں اور کچھ دیگر اشیاء خوردنی لے کر ایک طشت میں رکھ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ a نے پوچھا یہ کیا ہے؟ سلمان فارسیؓ نے عرض کیا یہ صدقہ ہے۔ آپ a نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میں اور میرے اہل خاندان تو صدقہ نہیں کھاتے۔ تم لوگ کھالو۔ جو اس کے مستحق ہو۔ اس طریقے سے حضرت سلمان فارسیؓ کو اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ اللہ کا آخری نبی صدقہ کا مال نہیں کھاتا۔ کچھ روز بعد جب سلمان فارسیؓ کو پھر موقع ملا تو وہ کچھ کھجوریں وغیرہ لے کر حضور a کی خدمت میں پیش ہوئے۔ آپ a نے دریافت کیا، یہ کیا ہے؟ تو سلمان فارسیؓ نے کہا کہ یہ ہدیہ ہے۔ چنانچہ آپ a نے پیش کردہ اشیاء خود بھی کھالیں اور موجود صحابہ کو بھی کھلائیں،

اسی طرح ختم نبوت کی دوسری نشانی کی بھی تصدیق ہوگئی۔

اب حضرت سلمان فارسیؓ کو صرف ایک علامت کی تصدیق باقی تھی اور وہ تھی مہر نبوت کی نشانی جو حضور a کی دونوں کندھوں کے درمیان ابھری ہوئی گٹھلی کی مانند تھی۔ سلمان فارسیؓ کسی طریقے سے اس علامت کی بھی تصدیق کرنا چاہتے تھے۔ ایک روز حضور a اپنے ایک صحابی کے جنازے میں شرکت کے لئے مدینہ کے قدیم قبرستان جنت البقیع تشریف لائے۔ اس وقت آپ a زمین پر بیٹھے اپنی چھڑی مبارک سے زمین میں کرید رہے تھے۔ یاد رہے کہ اس واقعہ پر بھی محدثین نے بحث کی ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ زمین میں کریدنے جیسا بظاہر بے معنی کام بھی بلاوجہ نہیں ہوسکتا۔ حضور a کے اس عمل میں بھی ضرور کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی جس کو عام لوگ نہیں جانتے تھے۔ بہر حال اس موقع پر حضرت سلمان فارسیؓ بھی وہاں پہنچ گئے اور آپ a کی مہر نبوت کے مشاہدہ کے لئے آپ a کے آس پاس گھومنے لگے۔ حضور a کو بھی اندازہ ہوگیا کہ سلمان فارسیؓ مہر نبوت دیکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ a نے از خود اپنے کندھوں سے اپنی چادر کو ہٹا دیا تو مہر نبوت واضح طور پر نظر آ گئی۔ سلمان فارسیؓ نے اسے پرانی کتابوں میں دی گئی علامت کے عین مطابق پایا۔ اب تیسری علامت کی بھی تصدیق ہوچکی تھی۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے آگے بڑھ کر مہر نبوت کو بوسہ دیا اور اس وقت اسلام قبول کرلیا۔

مناقب سلمان فارسیؓ

اسلام میں داخل ہونے کے بعد سلمان فارسیؓ کو حضور a کا اس قدر قرب حاصل ہوگیا کہ آپ a فرمایا کرتے تھے۔ ”سلمان منا اهل بیت “ یعنی سلمان فارسیؓ تو ہمارے اہل بیت ہی کا ایک فرد ہے۔ انہوں نے دین حق کی خاطر بڑی تکالیف برداشت کیں۔ عمر بھی ساڑھے تین سو سال پائی۔ اڑھائی سو سال کی عمر پر تو سب کا اتفاق ہے۔ تاہم بعض روایات میں ساڑھے تین سو سال کا ذکر بھی ملتا ہے۔ آپ اسلام میں اس قدر فنا ہوچکے تھے کہ جب کوئی آپ کے خاندان کے متعلق دریافت کرتا تو جواب دیتے سلمان ابن الاسلام یعنی میں سلمان تو اسلام کا فرزند ہوں۔ اسلام ہی میرا منتہائے مقصود ہے۔ ہمارے دور کے بہترین مفسر قرآن مولانا عبیداللہ سندھیؒ بھی اسی کیفیت سے گزرے۔ آپ نے سکھ مت سے اسلام قبول کیا۔ جب ان سے کوئی نسبت کو پوچھتا تو کہتے عبیداللہ ابن الاسلام۔ آپ کا پہلا نام بوٹا سنگھ تھا۔ آپ انگریزوں کے دشمن اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے۔ آپ نے اس سلسلہ میں پچیس سال جلاوطنی میں گزارے۔

زمینی سفر معراج

میں عرض کررہا تھا کہ معراج کے واقعہ کے آغاز میں حضور a کا قلب مبارک شق کیا گیا اور آپ a کی مہر نبوت کو تازہ کیا گیا۔ پھر آپ a کے لئے براق لایا گیا ہے۔ آپ a براق پر سوار ہوگئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ a فرماتے ہیں ”مر علیٰ قوم “ حضور a کا گزر ایک قوم پر ہوا۔ جس کے مقام کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ یہ عالم مثال کا مشاہدہ تھا۔ اس کے علاوہ بعض واقعات اس زمین پر بھی پیش آئے۔ آپ a نے یثرب کے مقام پر دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر کوہ طور پر۔ پھر مدین میں۔ پھر بیت اللحم میں اور بیت المقدس میں

براق کو باندھ کر اندر جا کر سارے نبیوں کو نماز پڑھائی۔

مشاہدات معراج کی حقیقت

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے بیشتر واقعات عالم مثال میں دکھائے گئے۔ ان میں سے کچھ واقعات تو گزشتہ ادوار سے تعلق رکھتے تھے اور کچھ واقعات آئندہ پیش آنے والے تھے۔ ہمارا یہ جہان مادی جہان (Phycal Warld) ہے اور اس سے قریب تر عالم مثال ہے۔ اس سے اوپر عالم ملکوت ہے۔ اس کے اوپر عالم جبروت اور اس کے اوپر یکے بعد دیگرے عالم لاہوت ہے۔ ہر عالم کا الگ الگ سلسلہ اور الگ الگ احکام ہیں۔ بہت چیزیں اس مادی جہان میں تو نہیں البتہ عالم مثال میں ہوتی ہیں جو دکھائی جاتی ہیں۔

مجاہدین کے اجر کی مثال

مذکورہ روایت میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا! پھر میرا گزر ایک قوم پر ہوا۔ ’’یزرعون فی یوم ویحصدون فی یوم ‘‘جو کہ ایک دن کھیتی بوتے تھے اور دوسرے دن کاٹ لیتے تھے۔ گویا ان کی فصل ایک ہی دن میں پک کر تیار ہو جاتی تھی۔ آپ a نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا ’’ماھذا ‘‘یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا ’’یجاھدون فی سبیل اللہ ‘‘یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں جن کا نمونہ آپ a کو دکھایا گیا ہے۔ ان کے لئے اللہ نے جنت کی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں۔ عام نیکی کے قانون کے مطابق ہر ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی کا اجر تو دس گنا ہے۔ جیسے فرمایا ’’من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (الانعام: ۱۶۰) ‘‘ایک نیکی کرنے والے کا اجر دس گنا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ نیکی کنندہ کا ایمان صحیح اور نیکی کی شرائط پوری ہوتی ہوں۔ مگر جہاد فی سبیل اللہ کا اجر سات سو گنا یا اس سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

تالیف وتصنیف بطور شعبہ جہاد

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کو واضح کرنے کے لئے کتاب لکھنا بھی جہاد میں داخل ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ جو شخص اللہ کے راستے میں شہید ہو جاتا ہے۔ ’’یوزن مداد العلماء بدم شھداء ‘‘ان کے خون کا وزن کلمہ حق کے مصنف کی سیاہی کے ساتھ برابر کر دیا جاتا ہے۔ امام ابن جریر طبریؒ نے چالیس سال تک بغداد میں قیام کیا۔ آپ دیگر امور ضروریہ کے علاوہ چالیس ورق روزانہ تصنیف بھی کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے اندازہ لگایا کہ امام صاحب نے زندگی بھر تصنیف کے کام میں پانچ سو پونڈ سیاہی استعمال کی۔ آپ کی تصنیف شدہ کتابوں کی تعداد دو سو سے بھی زیادہ ہے۔ مگر اب تھوڑی ہی دستیاب ہیں۔

بغداد کا عروج وزوال

اس دور میں بغداد علم کا گھر تھا۔ آبادی تو تیس چالیس لاکھ سے زیادہ نہیں تھی مگر علم کا مرکز تھا۔ وہاں پر دنیا بھر کی علمی کتابیں موجود تھیں۔ جب تاتاری حملہ آور ہوئے تو انہوں نے بیشتر کتب خانے دریائے دجلہ میں بہا دیئے یا نذر آتش کر دیئے اور بہت تھوڑا ذخیرہ کتب باقی بچا تھا۔ ایک کروڑ مسلمانوں کو قتل کیا گیا اور تمام مسلمان ممالک کو

درہم برہم کردیا۔خراساں سے لے کر دمشق اور مصر تک کو تہ وبالا کردیا۔خلافت کو برباد اور علمی مراکز کو تباہ کردیا۔مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ ابھی دو نسلیں ہی گزری تھیں کہ اللہ نے تاتاریوں کی تیسری نسل کو کلمہ گو بنا دیا۔اللہ تعالیٰ نے ان بدترین دشمنان اسلام کو حلقہ بگوش اسلام کردیا۔

ترکوں کا عروج وزوال

ترکوں کا حال بھی ایسا ہی تھا۔حضور a کا فرمان ہے۔’’اترکوا الترک ‘‘یعنی ترکوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔چنانچہ پانچ صدیوں تک وہ جہالت کی حالت میں ہی رہے۔اس کے بعد اللہ نے اس قوم کے دل پلٹ دیئے اور اللہ کی قدرت کہ ایک دن میں چار لاکھ ترک کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے اور اس کے بعد ساری ترک قوم اسلام میں داخل ہوگئی اور انہوں نے حنفی مسلک اختیار کیا۔اس کے بعد کئی تغیرات آئے۔مگر ترک مجموعی طور پر اسلام سے ہی وابستہ رہے اور چار سو سال تک پوری مسلم امہ کا دفاع کرتے رہے۔انہوں نے دنیا کی بڑی طاقتوں، برطانیہ،فرانس،روس اور جرمنی وغیرہ کا خوب مقابلہ کیا۔مگر پہلی جنگ عظیم میں مغلوب ہوگئے اور خلافت اسلامیہ تو بالکل ہی ختم ہوگئی۔

نماز سے غافل لوگوں کے انجام کی مثال

واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے اور پتھر مارنے والا تھکتا بھی نہیں تھا۔کچلے جانے کے بعد سر اپنی اصلی حالت میں آجاتا اور کچلے جانے کا عمل دہرایا جاتا۔اس طریقے سے یہ عمل مسلسل جاری تھا۔حضور a کے استفسار پر جبرائیل علیہ السلام نے بتلایا۔حضور!یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کے سر دنیا میں فرض نماز سے بوجھل ہوجاتے تھے اور وہ نماز پڑھنے میں سستی کا مظاہرہ کرتے تھے۔آج ان کو جزائے عمل کی منزل میں سزا کا نمونہ دکھایا جارہا ہے۔اسی مثال سے سمجھ لینا چاہئے کہ نماز میں کوتاہی کرنے والوں کا قیامت کو کیا حال ہوگا۔آج بمشکل بیس فیصد لوگ نمازی ہوں گے۔جب کہ باقی اسی فیصد لوگ فرض نمازوں کے تارک ہیں۔آپ جہاں بھی دیکھ لیں۔دفتروں،کارخانوں، بازاروں،جنگلوں وغیرہ میں غالب تعداد بے نمازیوں کی ہی پائیں گے۔

مالی حقوق سے غافل لوگوں کی مثال

حضور a فرماتے ہیں کہ سفر معراج میں ہم مزید آگے چلے،خدا جانے یہ کس مقام کا واقعہ ہے کہ میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کی ہیئت اور وضع قطع عجیب قسم کی تھی۔انہوں نے موٹے لباس پہن رکھے تھے۔جن کے آگے اور پیچھے پیوند لگے ہوئے تھے۔وہ اونٹوں کی طرح کانٹے دار جھاڑ کھا رہے تھے۔اس کے ساتھ ساتھ گرم پتھر اور زقوم (تھوہر) بھی ان کی خوراک بن رہے تھے۔فرماتے ہیں کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتلایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مالدار ہونے کے باوجود اپنے اموال سے زکوٰۃ اور صدقہ خیرات نہیں دیا کرتے تھے۔آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ صدقہ میں فرض اور واجب بھی آتا ہے اور درجہ بدرجہ سنت اور مستحب بھی

ہوتا ہے۔فرض تو علامات ایمان میں سے ہے اور اس کے بغیر کوئی آدمی مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور تمام نبیوں پر ایمان لائیں۔نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں۔یہ ہماری مسلمانوں کی جماعت کے ارکان ہیں اور جو لوگ نہ صدقہ فطر ادا کریں، نہ قربانی کریں، نہ کسی محتاج کی مدد کریں اور صرف اپنا پیٹ ہی بھرتے رہیں۔یہ ان کی سزا کا نمونہ دکھایا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان تو یہ ہے۔''وات ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل (بنی اسرائیل:۲۶)'' قرابتدار محتاج اور مسافر کو اس کا حق ادا کرو۔اللہ کا یہ فرمان بھی ہے۔''وفی اموالھم حق للسائل والمحروم (الذریٰت:۱۹)''ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق بھی ہے۔حتیٰ کہ اللہ نے تمہارے مالوں میں جانوروں کا حق بھی رکھا ہے جو اہل مال کے ذمے واجب الاداء ہے۔حلال وحرام میں امتیاز کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔''اجملوا فی الطلب'' جائز ذرائع سے کمائی کرو اور جائز امور میں خرچ کرو، اگر آج حلال وحرام کی پرواہ نہیں کروگے تو کل قیامت کو ایسا ہی حشر ہوگا۔جیسا اس مثال میں دکھایا گیا ہے۔اس دن جہنم کے گرم پتھر، کانٹے دار جھاڑ اور زقوم کھانا پڑے گا، شب معراج کے یہ مشاہدات بلاشبہ ہمارے لئے قانون کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بدکار مردوں اور عورتوں کی سزا کی مثال

حضور a فرماتے ہیں کہ ہم آگے چلے تو کچھ مردوں اور عورتوں کو دیکھا جن کے سامنے پکا ہوا پاکیزہ گوشت رکھا تھا اور وہ اس کی بجائے کچا گوشت کھا رہے تھے۔جس کی بدبو بدحواس کر رہی تھی۔بدبودار چیز تو صحت کے لئے بھی مضر ہوتی ہے اور قانون اسلام کی رو سے بھی مکروہ تحریمی میں داخل ہے۔درندے تو کچا گوشت کھاتے ہیں۔مگر انسان تو ایسا گوشت کھا کر ہضم نہیں کر سکتے۔جبرائیل سے پوچھنے پر حضور علیہ السلام کو بتلایا گیا کہ یہ آپ کی امت کے وہ مرد وزن ہیں جن کے پاس منکوحہ عورتیں اور خاوند موجود تھے مگر ان کو چھوڑ کر مرد خبیث عورتوں کے پاس جاتے تھے۔جب کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے پاس راتیں گزارتی تھیں۔یہ ان کی سزا کا نمونہ بتلایا گیا ہے۔

راہزنوں کی مثال

حضور a فرماتے ہیں کہ ہم مزید آگے گئے تو دیکھا کہ راستے میں ایک لکڑی پڑی ہے جو ہر آنے جانے والے کے کپڑے پھاڑ رہی ہے۔حضور علیہ السلام کے دریافت کرنے پر جبرائیل نے بتلایا کہ یہ راہ زنی کرنے والے، ڈاکہ ڈالنے والے لوگوں کی مثال ہے۔یہ لوگ دنیا میں جتھہ کی شکل میں راہزنی کرتے تھے۔لوگوں کے مال واسباب لوٹ لیتے تھے اور مزاحمت کرنے والوں کو مار ڈالتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے قوم شعیب کا حال بیان کیا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا''ولا تقعدوا بکل صراط توعدون وتصدون عن سبیل اللہ من امن بہ وتبغونھا عوجاً (الاعراف:۸۶)''اور نہ بیٹھو ہر راستے میں کہ ڈراتے ہو تم لوگوں کو، روکتے ہو اللہ کے راستے سے جو اس پر ایمان لاتا ہے اور تم اس راستے میں کجی تلاش کرتے ہو۔قوم شعیب کے لوگ راہزنی کرتے تھے اور مسافروں کو لوٹ لیتے تھے اور وہ لوگوں کو شعیب علیہ السلام کے پاس جانے سے بھی روکتے تھے اور کہتے تھے کہ وہاں نہ جانا۔گمراہ ہوجاؤ گے۔قوم لوط کے لوگوں کا بھی یہی حال تھا جو مسافروں کا مال لوٹ لیتے تھے۔

کوئی تاجر مال فروخت کرنے کے لئے آیا تو اس کی چیز گھر میں دکھانے کے بہانے لے گئے اور پھر واپس ہی نہ آئے یا پھر زبردستی لوگوں کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر ہر قیمتی چیز زیورات اور پونجی چھین لیتے تھے۔ آج کے دور میں بھی یہ حرکات عام ہیں۔ چند غنڈے اکٹھے ہو کر رات کے وقت شاہراہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بس میں سوار ہو کر مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ اگر کوئی مزاحمت کرے تو قتل کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ مورخ ابن حوقل نے لکھا ہے کہ چوتھی صدی میں سنکیا نگ سے مکہ تک گھوڑوں، خچروں یا اونٹوں پر سفر کرتے تھے۔ بعض پیدل ہی چل دیتے تھے۔ مگر راستے میں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوتی تھی۔ نہ کوئی ڈاکہ پڑتا تھا، مگر افسوس کہ آج نام نہاد متمدن اور ترقی یافتہ دنیا میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ یہ خاک ترقی ہے؟ عقل کے اعتبار سے انسان بہت پستی میں چلے گئے ہیں، اگر امریکہ اور یورپی ممالک والوں نے حقیقی ترقی کی ہوتی تو ڈاکے نہ پڑتے، نہ موٹریں لوٹی جاتیں اور نہ کسی کی آبرو ریزی ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ترقی یافتہ کہلانے والے یورپی اور امریکی بدقماش لوگوں سے بھرے پڑے ہیں۔

مشاہدات معراج سے متعلق میں نے چند مشاہدات آپ کے سامنے بیان کر دیئے ہیں جو صحیح روایات پر مشتمل ہیں۔

”سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك“

(تاریخ خطبہ مورخہ ۱۵؍اپریل ۱۹۸۸ء)

لائبریری کے لئے ضروری اپیل!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قائم مرکز چناب نگر مسلم کالونی میں جہاں جامع مسجد ختم نبوت، مدرسہ عربیہ ختم نبوت اور دیگر شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔ وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے اس مرکز میں ”بخاری لائبریری“ کے نام سے لائبریری بھی قائم کی ہے۔ مدرسہ کے ایک کمرہ کو لائبریری کے لئے مختص کیا گیا۔ اس میں لوہے کی الماریاں منگوا کر کتب کو فن وار رکھا گیا۔ اس وقت اس لائبریری میں ساڑھے پانچ ہزار کتب موجود ہیں۔ لائبریری میں موجود تمام الماریاں مکمل طور پر فل ہو گئی ہیں۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ دوسرے پلاٹ پر جو بلڈنگ تیار ہو۔ اس میں وسیع لائبریری ہال بنایا جائے۔ چنانچہ سترفٹ لمبا ہال لائبریری کے لئے نقشہ میں مختص کیا گیا۔ جس پر الحمدللہ لینٹر ڈال دیا گیا ہے۔ پلستر ہو چکا ہے، رنگ روغن، فرش کا کام جلد مکمل ہو جائے گا۔ انشاءاللہ!

دوستوں، جماعتی احباب، رفقاء کار اور دینی، علمی ذوق رکھنے والے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس لائبریری کے لئے کتب مہیا کرنے میں ہماری مدد فرمائیں:

۱...... جن دوستوں کے پاس کسی بھی فن کی کتب موجود ہوں۔ وہ لائبریری کو ہدیہ کر دیں۔

۲...... اس کام کے لئے دوستوں کو ترغیب دیں۔

۳...... نشر و اشاعت کے ادارے اپنی مطبوعات کا سیٹ اس لائبریری کے لئے عطیہ کریں۔

رابطہ کے لئے: حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی صاحب 0321-4220552

سیدنا حضرت ضحاکؓ بن سفیان!

حافظ محمد انس!

الحمدللہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۰ امابعد!

سیدنا ضحاکؓ بن سفیان کا شمار اپنے زمانہ کے نامور بہادروں اور دلیروں میں ہوتا تھا۔ آپ سرکار دوعالم a کے مخلص جانثاروں میں سے تھے۔ آپ کی کنیت کے بارہ میں اختلاف ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوسعد اور بعض کے نزدیک ابوسعید تھی۔ آپ بنوکلاب سے تعلق رکھتے تھے جو مشہور نجدی قبیلے بنوعامر کی ایک شاخ تھا۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے۔ ضحاک بن سفیان بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب۔

سیدنا ضحاکؓ زمانہ جاہلیت میں اپنے قبیلہ کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ شجاعت، دلیری اور بہادری میں آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔ شعروشاعری میں بھی خاصا ذوق رکھتے تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا اور دامن محمد a سے وابستہ ہوئے تو ان کو حضور a نے اپنے قبیلہ کا امیر یا عامل صدقات مقرر فرمایا۔

اس بات پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہے کہ حضرت ضحاکؓ بن سفیان فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوچکے تھے۔ لیکن کسی نے ان کے قبول اسلام کے صحیح زمانے کی تصریح نہیں فرمائی۔ باختلاف روایت سانحہ بیر معونہ جو تاریخ اسلام میں ایک دل دہلا دینے والا واقعہ ہے۔ بنوعامر کے سردار عامر بن طفیل کی غداری کی وجہ سے انتالیس یا انہتر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ ان صحابہ کرامؓ کو حضور a نے ابوبراء عامر بن مالک بن جعفر بن کلابی کی درخواست پر تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا۔ سوائے ایک صحابی کے باقی تمام صحابہ کرامؓ کو نہایت بے دردی سے شہید کردیا گیا۔ ان شہید ہونے والوں میں ایک صحابی حضرت عامر بن فہیرہؓ بھی شامل تھے۔ ان کو ایک شخص جبار نامی نے نیزہ مارا تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا! (فزت واللہ) خدا کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

حضرت ضحاکؓ بن سفیان اس موقع پر موجود نہ تھے۔ جبار (قاتل) اپنے قبیلہ میں واپس گیا اور حضرت ضحاکؓ کو یہ واقعہ سنایا۔ تو انہیں بے حد صدمہ ہوا تو جبار کہنے لگا کہ فزت واللہ سے مقتول کی کیا مراد تھی۔ تو حضرت ضحاکؓ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اگر اللہ کے راستے میں وہ مارا جائے تو اللہ رب العزت انعام میں جنت عطا فرمائیں گے تو حضرت عامرؓ نے شہادت سے قبل یہ لفظ کہہ کر اس ایمان ویقین کا اظہار کیا کہ اللہ رب العزت ان کو یہ مقام عطا کردیا ہے اور وہ اپنے مقصد زندگی میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ تو جبار حضرت ضحاکؓ کی باتوں سے اتنا متاثر ہوا کہ فوراً اسلام قبول کرلیا۔ حضرت ضحاکؓ نے یہ تمام تفصیلات حضور اکرم a کی خدمت میں لکھ بھیجی۔ علامہ ابن اثیر کا بیان کہ حضور اکرم a پر اس واقعہ کا اس قدر اثر ہوا کہ آپ a چالیس دن تک صبح کی نماز کے بعد غداروں کے لئے بددعا کرتے رہے۔

حضرت ضحاکؓ بن سفیان بنیادی طور پر ایک فوجی قسم کے آدمی تھے۔ اس لئے آپ کو حدیث بیان کرنے کا

موقع کم ہی ملا۔ آپ سے قریباً چار احادیث مروی ہیں۔ آپ نے کن کن غزوات میں شرکت کی۔ اس کی تفصیل معلوم نہ ہے۔ لیکن فتح مکہ کے چند دن بعد سرور کائنات a مکہ سے حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ تو دوسرے قبائل کے علاوہ بنوکلاب کے جانثاروں کی ایک جماعت بھی حاضر خدمت ہوئی کہ بنوہوازن کے سرکشوں کے خلاف لڑائی میں حضور a کی ہمرکابی کا شرف حاصل کرے۔ ان دیہاتی سپاہیوں کو دیکھ کر حضور a کے چہرہ انور پر بشاشت پھیل گئی۔ حضور a نے پوچھا تمہاری جماعت میں کتنے آدمی ہیں۔ انہوں نے عرض کی نوسو آدمی ہیں تو حضور a نے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تمہیں ایک ایسا شاہسوار دوں کہ وہ تمہاری تعداد کو ایک ہزار کے برابر کردے۔ انہوں نے عرض کی کہ: ’’بسر وچشم یارسول اللہ‘‘

حضور a نے بدست شمشیر قوی الجثہ ایک صاحب کو آگے بڑھنے کا حکم فرمایا اور ان کو علم امارت عطا فرمایا کہ یہ علم امارت حاصل کرنے والے خوش نصیب حضرت ضحاکؓ بن سفیان تھے۔ جن کے متعلق خود آقا a کی یہ رائے مبارک تھی کہ آپ اکیلے قریباً ایک سو جنگجو کے برابر ہیں۔ حضرت ضحاکؓ بن سفیان شجاعت، دلیری کا پیکر تھے۔ اس بنا پر حضور اکرم a نے آپ کے متعلق یہ فرمایا تھا اور آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ اپنی شجاعت اور بہادری، بے خوفی کی بنا پر ’’سیاف رسول اللہ‘‘ یعنی حضور a کے شمشیر بردار محافظ کے لقب سے مشہور تھے۔ آقائے نامدار a کے وصال مبارک کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد میں ایک فتنہ قبیلہ بنوسلیم کے ارتداد کا تھا۔ یہ قبیلہ بھی مرتد ہوگیا تھا۔ ان کے خلاف جنگ کرتے ہوئے آپ شہید ہوگئے۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعہ!

جمعیت علماء اسلام کی اسلام زندہ باد کانفرنس!

لاہور مینار پاکستان کے سائے تلے ۳۱؍مارچ ۲۰۱۳ء کو عظیم الشان اسلام زندہ باد کانفرنس صبح ۱۰ بجے سے رات گئے تک منعقد ہوئی۔ جمعیت علماء اسلام کی یہ کانفرنس بہت بڑی کانفرنس تھی۔ اس میں خوشی کا پہلو یہ ہے کہ دیوبندی مکتب فکر کی تقریباً تمام جماعتوں نے اس میں شرکت کی۔ (سوائے ایک جماعت کے) کانفرنس میں تاحد نظر تینوں سمت انسانوں کا بحر معراج تھا۔ کانفرنس کے سٹیج پر جمعیت علماء اسلام کی مرکزی قیادت، چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کی جمعیت کی قیادت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اتحاد اہل سنت، وفاق المدارس کی مرکزی قیادت، پاکستان کے جامعات کے شیوخ حدیث، علماء کرام، مشائخ عظام، شعراء گرامی، قرآء حضرات، اندرون وبیرون ملک کے مہمانان گرامی ذی وقار تشریف فرما تھے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن کی آمد اور پھر خطاب کے لئے سپیکر پر تشریف لانے پر دومرتبہ پورے اجتماع نے کھڑے ہوکر جس والہانہ انداز میں استقبال کیا اور جس طرح فلک شگاف نعرے لگائے اس سے ایسی جذبات کی فضا قائم ہوئی کہ ہر شخص اس پر الحمدللہ! کی تسبیح میں مگن نظر آیا۔ کانفرنس کی صدارت جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا رشید احمد لدھیانوی نے کی۔ سٹیج سیکرٹری خطیب ابن خطیب حضرت مولانا محمد امجد خان تھے۔ جبکہ مقررین کی ترتیب قائم کرنے کا کام مولانا ڈاکٹر عتیق الرحمن نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ کانفرنس دوررس نتائج کی حامل ہوگی۔ کانفرنس میں چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے بھرپور وفود کی شرکت نے ثابت کردیا۔ جمعیت علماء اسلام ہی چاروں صوبوں کی واحد ایسی مقبول جماعت ہے جسے بجا طور پر قومی جماعت قرار دیا جاسکتا ہے۔

معارف خطبہ نکاح!

قسط نمبر:2 مولانا محمد یوسف خان!

استخارہ کی اہمیت

یہ انسان جب جوانی کی زندگی میں یہ چاہتا ہے کہ مجھے فلاں رشتہ مل جائے وہ نہیں ملتا تو یہ مایوس ہوتا ہے۔
حالانکہ نبی a نے سمجھایا کہ یہ انسان استخارہ کرلے۔ اللہ سے مشورہ طلب کرے۔ دو نفل پڑھے استخارے کی دعا کرے۔ استخارے کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ پہلے انسان اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے یااللہ تو قدرت والا ہے۔ میں قدرت والا نہیں ہوں۔ اے اللہ! تو جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ اے اللہ! اگر اس رشتے میں خیر ہے، اس کام میں خیر ہے تو میرے لئے اس کو آسان فرمادے اور اگر اس میں میرے لئے شر ہے تو مجھے اس سے بچادے۔
آج نوجوان استخارے سے بھی بھاگتا ہے کہ اگر استخارے میں ہاں ہوگئی اور میں نے نہ کیا تو پھر بڑا نقصان ہوگا اور اگر استخارے میں ناں ہوگئی اور میں نے کرلیا پھر بھی بڑا نقصان ہوگا۔ لہٰذا وہ استخارہ ہی نہیں کرتا۔ یہ بھی بے دینی ہے۔ دین کو نہ سمجھنا اس نوجوان کو استخارے کو سمجھنا چاہئے۔ استخارے کی حقیقت کو سمجھنا چاہئے۔ استخارے کا معنی ہے اللہ سے خیر طلب کرنا۔ استخارہ کوئی فال نہیں ہے۔ استخارہ نعوذ باللہ کوئی گیم یا جواء نہیں ہے جس میں ہاں یا ناں ہوتی ہے۔
آج بسا اوقات استخارے کو معاشرے میں بڑا عجیب وغریب رویے سے دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ استخارہ بھی مولانا صاحب آپ ہی کردیں۔ جی نہیں۔ استخارہ آپ نے خود کرنا ہے۔ اللہ سے خیر طلب کریں۔ دعا مانگیں۔ دعا مانگنے کے بعد اگر دل اس کی طرف متوجہ ہوجائے۔ حالات بنتے چلے جائیں تو پھر اس رشتے میں ہاں کردیجئے اور اگر دل مطمئن نہ ہو تو بار بار استخارہ کیجئے۔ تین بار کریں، سات بار کریں، ۱۱ بار کریں۔ اس پر کوئی پابندی نہیں۔ نہ اس میں خواب آنا ضروری ہے نہ کوئی رنگ دیکھنا ضروری ہے۔ استخارے میں اگر سرخ رنگ نظر آئے تو استخارہ غلط ہوگیا۔ اگر سبز رنگ نظر آئے تو درست ہوگیا۔ یہ بات غلط ہے۔ استخارہ کوئی ٹریفک لائٹس نہیں ہیں یہ تو اللہ سے خیر طلب کرنا ہے۔
ترمذی شریف جلد ثانی میں نبی کریم a کا ارشاد موجود ہے:''ان من شقاوة ابن آدم ترکه الاستخارة ''﴿ابن آدم کی بدبختی ہے استخارے کو چھوڑ دینا۔﴾ ہمیں تو ہر کام میں استخارہ کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہر کام میں اللہ سے خیر مانگنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ انسان رشتوں میں بھی استخارہ کرے۔ ماں بھی استخارہ کرے۔ بیٹی بھی استخارہ کرے۔ باپ بھی استخارہ کرے۔ بیٹا بھی استخارہ کرے۔ اللہ سے مانگیں، اللہ سے خیر مانگیں۔

عقیدے کی درستگی

جہاں انسان رشتہ کرنا چاہے۔ وہاں رشتہ نہ ہو تو پھر بھی ایسی صورت میں انسان کیا سوچے، کیا ایمان

رکھے، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی سمجھایا۔ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ انسان کے جذبات کا جتنا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، اتنا علم اپنے بارے میں انسان کو خود نہیں ہے۔ اللہ نے کیا سمجھایا ہے؟ اگر وہاں رشتہ نہ ہو حالات نہ بنیں، مرضی پوری نہ ہو یا زندگی کے اور کاموں میں مرضی پوری نہ ہو تو انسان اس وقت کیا ایمان رکھے۔ اس نوجوان کو کیا سوچنا چاہئے۔ تو اس آیت کو ذہن میں رکھنا چاہئے۔ یہ انسان اس آیت پر ایمان رکھے: ”عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شرلکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون“ ﴿ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے خیر ہو۔﴾

”وعسی ان تحبوا شیئا وھوشر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون“ ﴿ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بری ہو، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔﴾

اگر اللہ نے وہ مرضی پوری نہیں ہونے دی۔ آپ نے استخارہ بھی کیا۔ آپ نے اللہ سے خیر بھی مانگی۔ آپ نے اللہ سے دعائیں بھی مانگیں۔ لیکن وہ کام نہیں ہوا۔ صرف رشتہ نہیں اور کاموں کو بھی اس کے ساتھ شامل فرما لیں۔ ملازمت نہیں ملی، فلاں کام نہیں ہوا، فلاں مرضی پوری نہیں ہوئی تو یہ ایمان رکھیں کہ میرے لئے اس میں ہی خیر ہے۔ یہ انسان ان خواہشات کے رخ کیسے بدلے؟ یہ انسان اللہ سے مانگے دعا کی صورت میں مانگے، صلوٰۃ الحاجت کی صورت میں اللہ سے مانگے۔ استخارہ کر کے اللہ سے خیر مانگے اور اس کام کے لئے کوشش بھی کرے۔

اپنی خواہشات پر قابو رکھے۔ اپنی زندگی کو گزارنے کے لئے یہ اصول سامنے رکھ لے کہ میں زندگی کے ہر مرحلے کے اندر یہ سوچنا شروع کر دوں کہ اس مرحلے میں مجھے اللہ اور اس کے رسول a نے کیا حکم دیا ہے۔ خاص طور پر شادی کی زندگی میں شادی ہونے کے بعد کی زندگی میں، رشتہ ہوتے وقت میں اس کی بات کو سوچے، انسان نوجوانی کی زندگی میں اپنی خواہشات کو ضرور پورا کرے۔ لیکن یہ سوچ لے کہ میں اپنی مرضی کو اپنی خواہشات کو اللہ اور اس کے رسول a کے حکم کے تابع کر دوں تو پھر ایسی صورت میں اس انسان کو اپنی مرضی کو پورا کرنا نیکی بن جائے گا۔ پھر جب رشتہ کی تلاش میں ان باتوں کو مدنظر رکھ کر رشتہ تلاش کر لیا۔ پھر نکاح کے موقع پر بھی شریعت کے اصولوں کو مدنظر رکھے۔

نکاح کا خوب اعلان کریں

جب رشتہ طے ہو جاتا ہے تو پھر اس کے بعد نکاح ہوتا ہے اور نکاح کے اندر ایک خطبہ ہوتا ہے۔ جو مسنون ہوتا ہے۔ خطبہ سنت ہے اور نکاح کے دو ارکان ہیں۔ (۱) ایجاب وقبول (۲) دو گواہوں کا ہونا لازم ہے اور پھر اس کے بعد نبی a نے دو ہدایات اور دیں۔ ایک ہدایت یہ دی ”اعلنوا بالنکاح واجعلوھا فی المساجد“ صحاح ستہ کی حدیث کی صحیح چھ کتابوں میں یہ روایت موجود ہے: ”اعلنوا بالنکاح“ ﴿نکاح کا خوب اعلان کرو۔﴾ اس سے نوجوانوں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو ایک بات سمجھ لینی چاہئے کہ چھپ کر نکاح کرنا، اسلام نے اس کا تصور نہیں دیا۔ بلکہ اسلام نے نکاح کی تشہیر کا حکم دیا ہے۔ نکاح کا خوب اعلان کرو، ظاہر کر کے کرو چھپا کے کرو۔ ”واجعلوھا فی المساجد“ ﴿اور نکاح مسجد میں کرو یہ بھی سنت ہے۔﴾

یہ نکاح کیا ہوتا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے۔ آج کی نشست میں یہ عرض کرنا مقصود ہے۔ نکاح کی تعریف یہ ہے کہ ''ازدواجی زندگی کے تعلق کے رشتے میں ایک مرد اور عورت کا بندھ جانا'' اور اس کے اندر ایک سنت عمل ہے وہ ہے خطبہ۔ پھر اس کے بعد میں نے بتایا کہ دو چیزیں نکاح کا رکن ہیں۔ اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ ایجاب وقبول یہ شرعی اصطلاحات ہیں۔ ان کی وضاحت کرتا چلوں۔

ایجاب وقبول

لڑکا اور لڑکی دونوں میں سے کسی کی طرف شادی کے بارے میں نکاح کے بارے میں جو پہل ہوتی ہے۔ آغاز ہوتا ہے تو آغاز والی بات کو کہتے ہیں ایجاب، چاہے لڑکے کی طرف سے ہو چاہے لڑکی کی طرف سے ہو۔ لڑکی کہے کہ میں فلاں لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ جیسے نکاح کے موقع پر لڑکی سے دستخط کروا لیتے ہیں۔ گھر میں سب کو معلوم ہوتا ہے کہ کہاں نکاح ہو رہا ہے تو اس وقت لڑکی سے دستخط کرواتے ہیں تو یہ لڑکی کی طرف سے ایجاب ہوتا ہے اور اس کے بعد دوسرا لفظ قبول ہے قبول کا معنی یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکی میں سے جو بھی اس نکاح کے آغاز کی بات کو ایکسیپٹ کرتا ہے، مان لیتا ہے تو اس کو کہتے ہیں قبول۔ لڑکی کی طرف سے بھی ایجاب ہو سکتا ہے اور لڑکی کہے میں نے قبول کیا ہے۔ یا لڑکی کہے کہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا تو دونوں باتیں درست ہیں۔

دور جدید کا ایک سوال اور اس کا جواب

ہمارے ہاں یہ معمول ہے کہ لڑکی سے دستخط کروالئے جاتے ہیں اس کے بعد نکاح منعقد ہوتا ہے۔ یہاں بعض حضرات ایک سوال کرتے ہیں کہ ٹیلیفون پر انٹرنیٹ پر نکاح ہو سکتا ہے۔ لڑکا بیرون ملک ہے یا لڑکی بیرون ملک ہے۔ اب جدید دور آ گیا ہے۔ پتہ نہیں کیا کچھ آ رہا ہے اور آ چکا ہے۔ آئی پوڈ ہے اس میں صورت بھی نظر آتی ہے۔ آواز بھی آتی ہے۔ سکرین پر پورا خاندان دونوں کو دیکھ سکتا ہے تو کیا اس طرح نکاح ہو جاتا ہے؟ تو ابھی تک فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ٹیلیفون پر اس ٹائپ پر انٹرنیٹ پر نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ نکاح کے لئے ایک شرط ہے کہ لڑکا اور لڑکی دونوں نکاح کی مجلس میں موجود ہوں یا ان دونوں کے وکیل موجود ہوں۔

اب اصل بات عرض کر دی ہے اس سے آپ کے ذہن میں سہولت آئے گی کہ دور جدید کے بہت سارے مسائل ہیں۔ اس دین نے قیامت تک رہنا ہے۔ انشاء اللہ! اللہ نے اس دین میں کتنی آسانیاں رکھی ہوئی ہیں۔ شریعت نے یہ نیٹ کو، ٹائپ کو، آئی پیڈ وغیرہ کو، جو کینسل کیا ہے۔ آپ اس سے پریشان نہ ہوں۔ اگلی بات بھی دیکھیں کہ شریعت نے کتنی آسانیاں رکھی ہیں۔ شریعت ان آلات کی محتاج نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نکاح کے لئے ایجاب وقبول کے وقت ضروری ہے کہ لڑکا اور لڑکی یا ان کے وکیل اس نشست کے اندر موجود ہوں۔ اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اور یہ آلات موجودگی کی دلیل نہیں ہیں۔

آج عدالت بھی اس کو بطور گواہ تسلیم نہیں کرتی۔ آج سیریز کو، ٹائپ کو، آئی پیڈ کو، میسج کو عدالتیں بطور گواہ تسلیم نہیں کرتیں۔ ہاں البتہ گواہی میں ان چیزوں کو بطور تعاون کے استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن ان آلات پر پوری ذمہ داری نہیں ڈالتے۔

اب لڑکا باہر ہے وہ نہیں آ سکتا لیکن نکاح بھی کرنا ہے۔ پھر اس کے کاغذات بنتے ہیں۔ پھر لڑکی نے جانا ہے۔ آج کل کے مسائل ہیں تو اسلام نے کیا سکھایا ہے؟ بہت آسان بات ہے۔ بات کو صرف سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ نوجوان طبقہ بھی دین سے واقف ہو سکے۔ سو فیصد دین جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وہ یہ ہے کہ دیکھیں جب مسجد میں نکاح ہوتا ہے تو لڑکی مسجد میں موجود نہیں ہوتی۔ لڑکی کا وکیل ہوتا ہے، بھائی ہے، والد ہے، کوئی عزیز موجود ہوتا ہے۔ پھر نکاح پڑھانے والا پوچھتا ہے کہ آپ لڑکی کے وکیل ہیں۔ آپ کے سامنے لڑکی نے دستخط کئے ہیں۔ دو گواہ بھی موجود ہیں اور نکاح کے فارم میں خانے بھی بنے ہوئے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے کہ جی ہاں! لڑکی نے ہمارے سامنے دستخط کئے ہیں۔ اب لڑکی کا وکیل مسجد میں موجود ہے۔ خود لڑکی موجود نہیں ہے۔

تو بالکل اسی طرح لڑکا اپنے والد یا اپنے بھائی کو وکیل بنا دے اور یہ جائز بھی ہے تو اب نکاح پڑھانے والا نکاح پڑھاتے وقت کیا کہے گا؟ وہ کہے گا کہ میں بحیثیت نکاح خواں کے فلاں صاحب کی بیٹی آپ کے مؤکل کے نکاح میں دیتا ہوں۔ کیا آپ نے اپنے مؤکل کے لئے قبول کیا؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے مؤکل کے لئے قبول کیا۔ تو نکاح منعقد ہو گیا۔ اس میں کسی فقیہ کا اختلاف نہیں۔ کسی مفتی کا اختلاف نہیں۔ کسی عالم کا اختلاف نہیں۔ بالاتفاق یہ نکاح ہو گیا۔ دیکھیں دین کتنا آسان ہے لڑکی کا بھی وکیل ہو اور لڑکے کا بھی وکیل ہو تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

خطبہ نکاح کا مفہوم

پھر اس نکاح کے موقع پر ایک خطبہ پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں تین آیتیں ہیں۔ یہ نبی کریم a کا مسنون خطبہ ہے۔ خطبے میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہوتی ہے۔ پھر پورے قرآن مجید میں سے تین آیتیں ہیں جو نبی کریم a نکاح کے موقع پر پڑھتے تھے۔ نکاح کے موقع پر پورے قرآن مجید میں سے صرف ان تین آیات کو سلیکٹ کیا گیا ہے۔ ان آیات میں کیا ہے؟ لڑکی والوں کو بھی سنائی جاتی ہیں اور لڑکے والوں کو بھی سنائی جاتی ہیں اور ان دونوں کے رشتہ داروں کو بھی سنائی جاتی ہیں۔

پوری زندگی کا نظام

ان تین آیتوں کے اندر اس لڑکے اور لڑکی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پوری زندگی کا ایک چارٹر دے دیا ہے کہ ان دونوں نے کرنا کیا ہے، کیسے رہنا ہے؟ صرف تین آیتیں ہیں۔ یہ خالق کائنات کا نظام ہے اور اس کے خاندان والوں کے لئے بھی ہدایات ہیں۔

اس خطبے کے اندر پہلی آیت سورۃ النساء کی پڑھی جاتی ہے: ’’یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ ‘‘ ﴿اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔﴾ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے۔ ’’وخلق منھا زوجھا ‘‘ ﴿پھر اس نے اس کا جوڑا پیدا کیا۔﴾ ’’وبث منھما رجالا کثیرا ونساء ‘‘ ﴿پھر اس کے ذریعے اللہ نے لوگوں کو پھیلا دیا مردوں اور عورتوں کو دنیا میں پھیلا دیا۔﴾ اللہ نے نکاح کا مقصد بتایا ہے نکاح کا مقصد نسل انسانی کو بڑھانا ہے۔ پھر فرمایا: ’’واتقوا اللہ الذی

تساءلون به والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا" یہاں ایک آیت پوری ہوتی ہے۔ دلہا اور دلہن کو اور ان کے خاندان والوں کو آیت سنائی جارہی ہے۔ ان کو کہا جارہا ہے کہ تم اس اللہ سے ڈرو جس اللہ کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو۔ اللہ کے واسطے یہ کام کردو، اللہ کے واسطے میری بات مان لو، اللہ کے واسطے میرا فلاں کام کردو۔ تو فرمایا کہ جس اللہ کا واسطہ دے کر تم اپنے کام نکلواتے ہو اس وقت تمہارے ذہن میں اللہ کی اہمیت ہوتی ہے۔ تو اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے مطلب نکالتے ہو۔

"والارحام" اور رشتہ داروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ اللہ نے رشتہ داروں کے جو حقوق دے رکھے ہیں ان پر عمل کرو۔ ان کے ساتھ احترام کے ساتھ پیش آؤ۔ اخلاق کے ساتھ پیش آنا ان کا اکرام کرنا ان کے مرتبے کا لحاظ کرنا ان کو تکلیف نہ پہنچنے دینا۔ دیکھو اب تم نکاح کے ذریعے ایک دوسرے کے ساتھ جڑ رہے ہو۔ ساری زندگی ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا اور ساتھ ہی بتایا "ان اللہ کان علیکم رقیبا" اللہ تمہارا نگہبان ہے۔ اللہ دیکھ رہا ہے۔ پھر دوسری آیات پڑھی جاتی ہیں۔ آپ دیکھیں کتنا شائستہ، کتنا مہذب کتنا سلیقہ والا کلام ہے جو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے دونوں خاندانوں کو سنانے کی تلقین فرمائی۔ جاری ہے!

تقویٰ کی اہمیت

دوسری آیت یہ ہے: "یاایھاالذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون" ﴿اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔﴾ اس سے ڈرنے کا حق ادا کرو تم دونوں میاں بیوی بھی اور تمہارے خاندان والے بھی اللہ سے ڈرنے کا حق ادا کرو۔ اس کے دماغ میں یہ بات ہونی چاہیے کہ اللہ دیکھ رہا ہے تو زندگیاں سلجھ جائیں گی۔ اس انسان کے دل کے اندر جب یہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ پر یقین کی یا اللہ تعالیٰ بھی اس کو جھنجھوڑتا ہے تو یہی شادی شدہ جوڑا جو اللہ اور اس کے رسول a کو اپنی شادی کے بعد کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں دیتا ایسا جوڑا جب اللہ اس کو اولاد دے دیتا ہے تو پھر ایسی صورت میں حالات کچھ بدلے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حیاتِ نو کیپسول
ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کیلئے
New Gin-X ہربل
نیو گیسٹوسن
ساہیوال بھگی، جدید حب سلیمانی
السعید (رجسٹرڈ)
ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی
دیپالپور بازار ساہیوال
Mob:0321-6950003
E-mail:saeedherbal@gmail.com

داستان عشق کے زیب عنوان ...... حضرت خواجہ c!

جناب ساجد اعوان!

۵ رمئی ۲۰۱۰ء بروز بدھ......!

جبکہ سورج اپنی ضیاء پاشیوں کو سمیٹے ایک اور دنیا میں اتر رہا تھا اقلیم قلب کے تاجدار حضرت مولانا خواجہ خان محمد c کامیاب وکامران، شاداں وفرحاں اس عالم فانی سے عالم حقیقی کو سدھار رہے تھے۔

مرحبا! مرحبا! آفریں! آفریں! کی مسحور کن صدائیں گونجنے لگیں۔ آسمان دنیا پہ حور و ملائک کے استقبالی جلوس، شرق وغرب میں پھیلے قوس وقزح کے رنگین جزیرے اور ہر سو خیر مقدمی جھنڈیوں کے لہراؤ سے اک مانوس سی صدا کی بازگشت نے عالم ارواح کو یوں منور کیا۔

’’یاء یتھا النفس المطمئنہ ۰ ارجعی الیٰ ربك راضة مرضیة ۰ فادخلی فی عبادی ۰ وادخلی جنتی ‘‘ {اے نفس مطمئنہ! تم اپنے رب کی طرف اس طرح چلو کہ تم اس سے راضی اور وہ تم سے راضی۔ پھر شامل ہو جاؤ میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جاؤ جنت میں۔}

حق بات یہی ہے کہ اطمینان قلب کے سامنے، جنت ایک کوچہ غیر آباد ہے اور پھر مطلوب ومقصود مومن تو فقط رضاء رب ہی ہے۔ وہ پاکیزہ ارواح جنہیں کوثر وتسنیم سے دھویا گیا ہو یا وہ پھول جو شبنم سے نکھر کر نکلے یا خندہ صبح کی وہ نوزائیدہ لو جو روحانیت کو فروزاں کرے۔ اس کی خوش بختی اور انوار کا عالم ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

حضرت خواجہ c کے حضور ایسے بلیغ استعارے بھی حقیقت کو دھندلا دیتے ہیں۔ اب جبکہ یہ حقیقتیں حضرت خواجہ c کے ساتھ منظر سے ڈھل رہی تھیں۔ شاعر اس پر ماتم کناں ہوا:

لکھے گا کون شام کے ماتھے پہ تیرا نام
سورج تو تیرا نام بجھا کر چلا گیا

حضرت میاں جی نور محمد c فرماتے ہیں کہ: ’’فقیر مرا نہیں کرتا۔ بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلا جاتا ہے۔‘‘ اور اقبالؒ نے کہا:

موت کو غافل سمجھتے ہیں اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی ، صبح دوام زندگی

اپنے اکابر کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے مرثیے اور نوحے لکھنے کی طرح یقیناً اس وقت تبدیل ہو جانی چاہیے جبکہ جانے والی شخصیت کے ورثاء ایک زندہ تحریک کے امین ہوں اور پھر اس معرکہ حق وباطل

میں فاتحانہ پرچم اس کی قلندرانہ عظمت کے نشان پیش کر رہے ہوں تو ان نیم جان کارکنان کے لیے یہ پیام، جینے کی ترنگ لے کر آتا ہے۔

جو ہم نہ ہوں تو زمانے کی سانس رک جائے
قتیل وقت کے سینے میں ہم دھڑکتے ہیں

ایسے میں دلوں کی بہار اک ایمان سویرے کی کروٹ لیتی ہے اور مجاہدانہ عظمت عود کر آتی ہے۔

شاہان سلف کی اولاد کی طرح ''پدرم سلطان بود'' کا وظیفہ قصہ پارینہ ہوا۔ ہمیں اپنے اکابر کے چھوڑے ہوئے نقوش ہی سے منزل کا تعین کرنا ہے۔ اقوام عالم میں پہنچنے کے لیے اسلاف کے علمی اور عملی کارناموں کے فقط تذکرے ہی، دیوانے کا خواب ہے۔ اس بے بھاؤ کے سیب کی قیمت ہی کیا ہے۔

حضرت خواجہ c داستان عشق کے زیب عنواں تھے۔ آپ کے نقش قدم کا غبار متلاشیان حق کے مقدر کا غازہ ہے۔ آپ کی مساعی جمیلہ وہ مینارہ نور ہیں جن سے تا ابد راہنمائی حاصل کی جاتی رہے گی۔ کون نہیں جانتا پاکستان بنا تو قادیانیوں کو کافر کہنا قانوناً جرم تھا۔ اسی جرم کی پاداش میں ۱۹۵۳ء میں سرزمین لاہور پر دس ہزار مسلمانوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا گیا تھا۔ آج قادیانی خود کو مسلمان کہیں تو یہ قانوناً جرم ہے۔ ایک دور تھا جب پاکستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کے سازشیں ہورہی تھیں۔ آج قادیانی خلیفہ اس ارض پاک پر قدم رکھنے سے خوفزدہ ہے۔ یہ انقلاب حضرت خواجہ c ہی کے دور امارت میں برپا ہوا اور کسے اس حقیقت سے انکار ہے کہ:

نہ تخت و تاج میں، نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

ایک مرتبہ دفاع صحابہؓ کے لیے کام کرنے والے کچھ دوست شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی c کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنی جماعت کی سرپرستی کے لیے استدعا کی۔ حضرت نے معذرت فرمائی۔ انہوں نے اصرار کیا تو حضرت کا انکار بڑھا۔ بات جب ایک ہی گھر کی ہو تو گلے شکوے طول پکڑا ہی کرتے ہیں۔ وہ اپنی بات پر مصر تو حضرت اپنی جگہ کوہ گراں۔ آخر کار اٹھتے ہوئے انہوں نے دھیمے لہجے میں عرض کی: ''ٹھیک ہے حضرت! آپ ہماری سرپرستی پر آمادہ نہیں۔ لیکن آپ ہمارے موقف کو تو حق سمجھتے ہیں تو پھر اس بات کو بھی آپ کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ ہر وہ تحریک ضرور کامیابی حاصل کرتی ہے جس کی قیادت اہل حق کرتے ہیں۔''

حضرت نے تاریخی جملہ ارشاد فرمایا۔ فرمانے لگے: ''یہ غلط ہے۔ تحریک ہمیشہ وہ کامیاب ہوتی ہے جس کی قیادت اہل قلوب کرتے ہیں۔'' حضرت امام مالک c نے اس گرہ کو خوب کھولا:

''من تصوف ولم یتفقه فقد تزندق، ومن تفقه ولم یتصوف فقد تفسق، ومن جمع بینهما فقد تحقق ''ترجمہ: جس نے تصوف کو اختیار کیا اور علم کو حاصل نہ کیا۔ پس تحقیق اس نے زندیقی کو اختیار کیا اور جس نے علم کو حاصل کیا اور تصوف کو اختیار نہ کیا اس نے فسق کیا اور جس نے دونوں کو جمع کیا۔ اس نے حقیقت کو پالیا۔''

حضرت خواجہ c کی ذات گرامی علم وعمل، زہد وتقویٰ، محبت وشفقت اور فقر واستغناء کا بے مثال نمونہ تھی۔ علماء دیوبند سے وابستہ جملہ تحریکیں آپ کی سرپرستی کو اپنے لیے اعزاز سمجھتی تھیں۔ جمعیت علماء اسلام سے گہری وابستگی آپ کے طرز عمل سے عیاں تھی۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کو تو آپ کی پدرانہ شفقت حاصل تھی۔ لیکن اس سورج کو انگلی کے پیچھے کون چھپائے۔

کی محبت تو سیاست کا چلن چھوڑ دیا
گر ہم عشق نہ کرتے تو حکومت کرتے

دو ہزار سال پہلے چانکیہ نے ''ارتھ شاستر'' میں اور پھر میکاولی نے ''دی پرنس'' میں سیاست میں کامیابی کے لیے ایک اصول وضع کیا تھا کہ: ''کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ اقتدار کی بساط پر وعدے اور اصول کی اوقات، ایک چال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔''

لیکن حضرت خواجہ c کا طریق اس کے برعکس تھا۔ آپ تو جنت کے دروازے تک ساتھ دینے والے راہبر تھے۔ آپ کی خاموشی میں بلاغت اور ایسے اسرار ورموز پنہاں رہتے کہ ہر کوئی آپ کی معیت میں یہ گر جان جاتا۔

ہم فقیروں سے دوستی کر لو
گر سکھا دیں گے شہنشاہی کے

تاجدار ختم نبوت a کی ذات گرامی سے عشق ووفا حضرت خواجہ c کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ a کے رنگ میں رنگ جانا آپ کی خاصیت کبریٰ تھی۔ آپ فناء فی الرسول کی ان حدوں کو چھو رہے تھے۔ جہاں عرض حال یہ ہوا کرتی ہے۔

مال و زر جہاں کی تمنا نہیں مجھے
عشق رسول ہی میری متاع حیات ہے
دلہیز مصطفیٰ سے کہاں اٹھ کے جاؤں گا
میرا تو آسرا ہی پیغمبرؐ کی ذات ہے

آپ وحدت امت کا نشان تھے۔ آج کے شورش زدہ حالات میں شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث مکتبہ فکر کے تمام جید علماء کرام اور مشائخ عظام آپ کی ذات گرامی پر متفق اور مجتمع تھے۔ آپ بھی سب کے مقام اور مرتبہ کی رعایت رکھتے تھے اور ہر ایک کے شایان شان عزت واحترام سے پیش آتے تھے۔ جس شان سے آپ نے امت کے اس گلدستے کو طراوت بخشی۔ وہ آپ ہی کا حسن کمال تھا۔

دینی مدارس پر ابتلاء کا دور ہو یا مذہبی سیاسی جماعتوں کو انحطاط درپیش ہو، علماء کرام کی باہمی رنجشوں کے پیچیدہ مسائل ہوں یا پھر مجاہدین پر کفریہ طاقتوں کی یلغار ہو۔ ہمیشہ اس پر رنجیدہ خاطر رہتے اور اپنی دعائے نیم شبی میں سب کو یاد رکھتے۔ سب پر یکساں مہربان تھے۔ آپ کا ذوق اور مسلک تو یہ تھا۔

خاک اس بات کو سمجھیں گے زمانے والے
دھوپ میں طفل نہیں، ماں کا جگر جلتا ہے

اتحادامت کے علمبردار کی حیثیت سے ختم نبوت کا سٹیج آپ کے لیے تخت سلیمان علیہ السلام کی خوبیوں کا حامل تھا۔اس محاذ پر تکوینی طور پہ آپ نے خدمات سرانجام دیں۔چوک و چوراہے سے لے کر منبر و محراب تک، تقریر وتحریر سے لے کر عدالت کے ایوانوں تک،اندرون ملک اور بیرون ملک فتوحات کے لازوال ابواب آپ ہی کے دورامارت میں تاریخ کا حصہ بنے۔ان درخشاں یادوں کے ساتھ امت آپ کو تاابد یادرکھے گی۔

قادیانیت کو آہنی ہاتھوں لینے کا ملکہ بھی آپ خوب رکھتے تھے۔۱۸ررجب ۱۴۱۵ھ کو جب اپنی تصنیف ’’تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا‘‘ کا مسودہ لے کر حاضر خدمت ہوا تو آپ نے انتہائی فرحت وانبساط کا اظہار کیا اور خوب دعاؤں سے نوازا اور اس موقع پر ایک واقعہ ارشاد فرمایا۔فرمانے لگے:

’’حضرت خالدؓ بن ولید جب مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں برسرپیکار تھے تو انہیں امیرالمومنین سیدنا صدیق اکبرؓ نے ایک خط لکھا تھا۔جس میں آپ نے حضرت خالدؓ کو لکھا کہ...... اللہ آپ کو دشمن پر فتح عطا فرمائے۔جو باغیان ختم نبوت بھاگ جائیں انہیں تلاش کر کے قتل کیا جائے اور جو قتل کر دیئے گئے ہوں،ان کی لاشوں کو آگ لگا دی جائے۔‘‘

قادیانیت کے خلاف حضرت خواجہ c کا غازیانہ کردار نوجوانانِ ملت کے لیے مشعل راہ ہے۔’’اشداء علیٰ الکفار رحماء بینھم‘‘ کی آپ عملی تفسیر تھے۔

خدائے بزرگ و برتر نے آپ کی ذات گرامی کو تمام علمی اور روحانی جواہر سے بہرہ ور کر رکھا تھا اور ان اقدار کے’’قاسم‘‘ کے طور پر بھی آپ نے حق ادا کر دیا۔آپ کی شان زمین والوں سے زیادہ آسمان والے جانتے ہیں۔

حضرت خواجہ c! آپ ہم سے ایسے وقت میں جدا ہوئے جبکہ ہمیں آپ کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔قحط الرجال کے اس دور میں آپ ہی تو ہمارا آسرا تھے۔دھوپ کی شدت کا احساس اسی وقت ہوتا ہے جب سائبان سر پر سے اٹھ جائے۔عرصہ محشر تو اس آس پر کٹ جائے گا کہ شافع محشر کی شفاعت نصیب ہوگی۔دل شکستہ کے لیے اب کسے طبیب کریں۔ہرسو ہو کا عالم ہے۔اس سناٹے میں اپنی ہی سسکیوں کی صدائیں لوٹ لوٹ آتی ہیں۔دل ناتواں میں وہ سکت باقی نہیں کہ جدائی کی یہ ضرب سہہ سکے۔جان،جان آفریں تسلیم ہے۔پرچشم پرنم زبان حال سے پکارتی ہے۔

ضبط لازم ہے مگر دکھ ہے قیامت کا فراز
ظالم اب کے بھی نہ روئے گا تو مر جائے گا

☆..................☆

حضرت مولانا عبدالقیوم ہزاروی c ...... حیات وخدمات!

حافظ مومن خان عثمانی!

گذشتہ دنوں ملک کے بڑے بڑے علمائے کرام دنیا سے رخصت ہوئے۔ جن کی خیر و برکت سے دنیا محروم ہوگئی۔ ان میں سے ایک مجاہد ختم نبوت، بطل حریت، علم کے پہاڑ، سادگی کے پیکر، یادگار اسلاف، استاذ العلماء والمحد ثین حضرت مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ ہیں۔ مولانا ہزارویؒ ۱۹۱۹ء کے لگ بھگ عزیز منگ نزد دھمتوڑ ایبٹ آباد میں ایک راجپوت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پردادا جناب محمد عباسؒ راولپنڈی سے نقل مکانی کر کے یہاں آباد ہوگئے تھے۔ آپ کے دادا محمد عالمؒ حج پر تشریف لے گئے تو وہاں ارض مقدس میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کے والد شاہ رمضانؒ کی شادی مانسہرہ کے ایک معروف بزرگ قطب الدین عرف میاں بلو مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی جو حضرت شاہ غلام علیؒ کے خلیفہ حضرت میاں زیارت شاہؒ آف کنہار کے خلیفہ تھے۔ آپ کے نانا میاں بلو بھی سیالکوٹ سے نقل مکانی کر کے مانسہرہ کے قریب بھیر کنڈ میں سکونت پذیر ہوگئے تھے۔

مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ آپ کے والد انتقال کر گئے۔ والدہ نے آپ کی تربیت کی اور دینی تعلیم کے حصول پر لگایا۔ تیسری جماعت پڑھنے کے بعد آپ عربی کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد آپ بھیرہ ضلع سرگودھا تشریف لے گئے۔ وہاں مولانا عبدالرحمن ہزارویؒ سے نحو، منطق اور فلسفہ کی کتابیں پڑھیں۔ کچھ عرصہ آپ سیریاں بگڑہ میں مولانا عبدالرؤفؒ کے ہاں بھی رہے۔ بعدازاں آپ پنجاب کی مشہور دینی درسگاہ ''انـــی'' ضلع گجرات تشریف لے گئے اور مولانا ولی اللہؒ سے استفادہ کیا۔ اسی دوران ہندوستان تقسیم ہوگیا اور اس وجہ سے آپ دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث پڑھنے کی آرزو پوری نہ کر سکے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے جامعہ خیرالمدارس ملتان میں داخلہ لیا اور مولانا عبدالرحمن آف بہودیؒ اور مولانا خیر محمد جالندھریؒ سے دورہ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

قرآن پاک کی تفسیر آپ نے مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے پڑھی۔ فراغت کے بعد آپ نے مدرسہ اشرف المدارس فیصل آباد سے تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۱ء میں مدرسہ انوارالعلوم گوجرانوالہ چلے گئے اور وہاں تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کرنے لگے۔ اسی دوران ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی۔ پورے ملک کے علماء انگریز کے خودکاشتہ پودے قادیانیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ لاہور اس تحریک کا مرکز تھا۔ جہاں دس ہزار زندہ دلان لاہور نے ناموس رسالتؐ پر اپنی جانیں قربان کیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سمیت تمام اکابر علماء گرفتار ہوئے۔ ان دنوں آپ مجلس احرار گوجرانوالہ کے صدر تھے۔ مگر عام کارکنوں کے ساتھ انہی کی طرح گلی کوچوں میں قادیانیوں کا تعاقب کرتے رہے۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے تحریک کو کافی تقویت ملی۔ پھر دیگر اکابر کی طرح آپ بھی

قید ہوگئے۔ قید وبند کا یہ سلسلہ یحییٰ خان کی حکومت تک قائم رہا۔۱۹۵۴ء میں آپ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں منتقل ہوگئے۔ گوجرانوالہ میں آنے کے بعد آپ نے دوبارہ مولانا سرفراز خان صفدرؒ سے دورۂ حدیث پڑھا۔ جامعہ نصرۃ العلوم میں آپ دورۂ حدیث کے علاوہ درس نظامی کی باقی کتابیں بھی پڑھاتے رہے۔ ۱۹۵۶ء کو حضرت مولانا نے اپنی عادت کے مطابق جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں خطاب کرتے ہوئے آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے اس کی خرافات کو بیان کیا اور اس کی کتابوں سے اس کو کافر اور بے ایمان ثابت کیا۔ اس طرح حضرت ہزارویؒ قادیانیت کے دجل وفریب کو آشکارا کرتے ہوئے ختم نبوت کا دفاع کرتے رہے۔ رات ایک بجے جلسہ ختم ہوا۔

ان دنوں تھانہ سٹی کا انچارج قادیانی تھا۔ اس نے مولانا کے خلاف مقدمہ بنادیا کہ مولانا تقریر کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو گالیاں دی ہیں اور صبح مولانا ہزارویؒ کو گرفتار کرلیا گیا۔ شہر میں مولانا کی گرفتاری سے اضطراب اور کشیدگی کی فضا بن گئی۔ دوستوں نے ضمانت کی کوشش کی۔ مگر مولانا نے انکار کردیا۔ پھر انہوں نے مقدمہ لڑنے کی تیاری کی۔ ہر پیشی پر دو چار سو افراد جمع ہوجاتے اور عدالت کے سامنے ٹینٹ لگا کر بیٹھ جاتے۔ اس طرح ہر پیشی پر ہزاروں افراد جمع ہوکر ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ زندہ باد کے نعرے لگاتے۔ مولانا کے خلاف دو گواہ ایک بستہ ب کا بدمعاش اور دوسرا پولیس کا ٹاؤٹ لائے گئے۔ ختم نبوت کے ساتھیوں نے جاکر دونوں کو سمجھایا اور جھوٹی گواہی پر خدا کا خوف دلایا۔ صبح دونوں گواہ موجود تھے۔ مولانا کی طرف سے میاں منظور ایڈوکیٹ اور چوہدری محمد رفیق تارڑ ایڈوکیٹ (سابق صدر پاکستان) پیش ہوئے۔

عدالت کی طرف سے شہادتیں طلب کرنے پر سردار بستہ ب کا بدمعاش پیش ہوا۔ اس نے حسب طریقہ بیان حلفی دیا کہ جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ تھا جو عیسائیت ترک کرکے مسلمان ہوچکا تھا۔ سرکاری وکیل نے گواہ بستہ ب کے بدمعاش سے پوچھا۔ یہ بتائیے کہ مولانا کی تقریر سننے کے لئے آپ مسجد میں گئے تھے؟۔ اس نے کہا نہیں جناب! میرا تو باپ بھی کبھی مسجد کے قریب نہیں گیا تھا۔ میں نے کیا لینے جانا تھا۔ اس کے بعد دوسرے گواہ نے حسب منشا پولیس گواہی دی جس پر جرح ہوئی۔ دوسری پیشی پر عدالت نے صفائی کی شہادت طلب کی۔ مولانا لال حسین اختر مرحوم بطور گواہ تشریف لائے اور عدالت میں ایک میز پر کتابوں کا ڈھیر لگادیا۔ اے ڈی ایم نے پوچھا مولانا! آپ بتائیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے کسی مسلمان کو گالی دی ہے؟۔ اس پر مولانا لال حسین اخترؒ نے قادیانیت کے وہ پول کھول دئے کہ اے ڈی ایم اور سرکاری وکیل کو بھی قادیانیت کے کفر میں کوئی شک باقی نہ رہا۔ اس موقع پر چوہدری محمد رفیق تارڑ نے اے ڈی ایم سے پوچھا کہ جناب! میں بحیثیت اے ڈی ایم کے نہیں۔ بلکہ بحیثیت مسلمان پوچھ رہا ہوں کہ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا جھوٹا، کذاب اور کافر ہے اور میں بھی مرزا کو جھوٹا کذاب اور کافر سمجھتا ہوں اور بحیثیت مسلمان آپ پتہ نہیں مرزا کو کیا سمجھتے ہیں؟ اس نے مسکرا کر کہا کہ میں عدالت میں بیٹھا ہوا ہوں اور آپ مجھ سے یہ کہلوا رہے ہیں۔ بار بار کے اصرار پر اس نے کہا میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ مرزا کافر ہے جھوٹا ہے۔ عدالت برخاست ہوئی تو سرکاری وکیل نے کہا کہ ساری عمر

یہی سمجھتا رہا کہ مرزا کے خلاف یہ احراری لیڈر یوں ہی پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ میرا ذہن نہیں مانتا تھا کہ اتنا بڑا لیڈر لوگوں کو اتنا گندا لٹریچر دے رہا ہے۔ دوسرا حق و باطل کا آج پتہ چلا ہے کہ اے ڈی ایم کا ریڈر قادیانی ہے جو اپنے ہاتھ سے مرزا کو جھوٹا کذاب، بے ایمان اور کافر لکھتا رہا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس کی جگہ کوئی مسلمان ریڈر ہوتا تو اپنے پیغمبر کے بارہ میں کلمات گستاخی لکھنے پر موت کو ترجیح دیتا۔ مگر حضور a کے خلاف کوئی لفظ لکھنے پر تیار نہ ہوتا۔ اس طرح مولانا ہزارویؒ کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا گیا اور آپ باعزت بری کردئے گئے۔

اکتوبر ۱۹۶۵ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں اور قائدین کو خبر ملی کہ ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانولہ کے نزدیک قادیانیوں نے فیض ہال کے نام سے بلدیہ سے نقشہ منظور کرالیا ہے اور اس طرح قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی ترویج کے لئے ایک مرکز تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ معلومات کرنے پر خبر سچی نکلی۔ کارکنوں اور جماعتی احباب کا اجلاس ہوا۔ مولانا مفتی عبدالواحد کی تجویز پر فیض ہال کے بالمقابل مکی مسجد تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوا۔ قادیانیوں کے فیض ہال کی منظوری دینے پر عاشقان رسول گوجرانوالہ نے سخت ناپسندیدگی اور نفرت اظہار کیا۔ ہزاروں فدایان ختم نبوت نے میونسپل کمیٹی کا گھیراؤ کیا۔ جس کے نتیجے میں کمیٹی کو اجازت نامہ منسوخ کرنا پڑا۔ مکی مسجد کے لئے زمین حاصل کر لی گئی اور گوجرانوالہ کے شہریوں نے وحدت فکر کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ کی قیادت میں شام سات بجے ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ بلند کرتے ہوئے ادھر کا رخ کیا۔ مولانا ہزارویؒ نے مسجد کی سنگ بنیاد رکھا۔ اس وقت عاشقان رسول کی ہمت اور محنت قابل دید تھی۔ ہر شخص اپنی بساط کے مطابق تعمیر کے کام میں مگن تھا۔ مختصر یہ کہ شام سات بجے سے اذان فجر تک پانی، بجلی کی فٹنگ اور لاؤڈ سپیکر سمیت ہر لحاظ سے مسجد مکمل تھی۔ مولانا عبیداللہ انورؒ نے اپنی جیب خاص سے تعمیر مسجد میں گراں قدر عطیہ دیا اور مسجد کا نام مکی مسجد تجویز فرمایا۔ پہلا جمعہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے اس مکی مسجد میں پڑھایا۔

حضرت کے جنازہ کے موقع پر مولانا عبدالقدوس قارن استاذ حدیث جامعہ نصرۃ العلوم نے حضرت مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ کی جرأت و بہادری کے کئی واقعات سنائے۔ ایوب خان کے دور حکومت میں شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں آمریت کے خلاف ایک جلسہ تھا۔ جس سے مولانا ہزارویؒ خطاب فرمارہے تھے۔ ڈی سی کو آپ کی تقریر ہضم نہ ہوئی اور اس نے پرامن جلسے پر فائرنگ شروع کر دی جس میں دو نوجوان شہید اور کئی زخمی ہوئے۔ ایک دفعہ جلوس نکالا جارہا تھا۔ حضرت مولانا اس کی قیادت فرمارہے تھے۔ پولیس نے راستہ روک لیا اور آگے جانے سے منع کیا۔ مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ نے آگے بڑھ کر اپنی گرجدار آواز میں فرمایا ’’ہٹ جاؤ آگے سے‘‘ اس پر پولیس پیچھے ہٹ گئی اور جلوس اپنے منزل مقصود کی طرف گامزن ہوا۔

مولانا ہزارویؒ قادیانیت اور آمریت کے شدید مخالف تھے۔ دوران درس جب کوئی نقطہ اس قسم کا آجاتا تو حضرت کا جوش دیدنی ہوتا اور یوں لگتا تھا کہ گھنٹہ گھر چوک یا موچی گیٹ میں حضرت خطاب فرمارہے ہیں خصوصاً جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے خلاف تو حضرت خوب گرجتے برستے۔ آپ پہلے مجلس احرار کے صدر تھے۔ پھر مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے صدر رہے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ جمعیت علمائے اسلام کے امیر منتخب کئے گئے۔ بعد میں

جمعیت علمائے اسلام لاہور ڈویژن کے ناظم عمومی چنے گئے۔ آپ سیاست میں بے دھڑک حصہ لیتے رہے اور بہادر ترین قائد تھے۔ علمائے کرام میں نہایت باوقار اور عوام مقبول اور محبوب تھے۔

۱۹۵۶ء میں آپ نے دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی زیارت کی اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ پھر مولانا محمد صابرؒ سے بیعت ہوئے۔ ۱۹۶۵ میں مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ سے وابستہ ہوئے اور ان سے خلافت پائی۔

حضرت مولانا انتہائی ملنسار اور سادہ آدمی تھے۔ کمرہ رہائش سے نکل کر درسگاہ کی طرف آتے تو طلبہ ہاتھ سے کتاب لینے کی کوشش کرتے۔ مگر آپ کسی کو کتاب نہیں دیتے تھے۔ جب کوئی طالب علم آپ کا جوتا اٹھاتا تو آپ سخت ناراض ہوتے۔ کسی کو اپنا جوتا اٹھانے اجازت نہ دیتے تھے۔ خود اپنے لئے پانی بھرتے تھے۔ مدرسہ کے سینکڑوں طلبہ آپ کی خدمت کے لئے تیار رہتے۔ مگر آپ کسی سے خدمت نہیں لیتے تھے۔ سارے کام خود کرتے تھے۔ ۱۹۹۹ کے آخر تک آپ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں حدیث کا درس دیتے رہے۔ ۲۰۰۰ء کے شروع میں راولپنڈی تشریف لائے۔ مولانا چراغ الدین کے مدرسہ میں کچھ دن پڑھایا۔ پھر جامعہ محمدیہ اسلام آباد تشریف لے گئے اور آخر تک وہاں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔

آخری عمر میں انتہائی ضعیف اور بیمار ہوگئے تھے۔ مگر جب بیٹوں نے گھر آنے کا کہا تو آپ نے فرمایا میں ریٹائرڈ ہوکر نہیں مرنا چاہتا۔ بلکہ حدیث پڑھاتے پڑھاتے مرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ حاضر سروس فوجی کا اعزاز زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے میں اسی خدمت کی حالت میں اللہ کے سامنے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

پھر اسی حالت میں بروز جمعرات ۸؍فروری ۲۰۱۳ء کو شیخ الحدیث، مجاہد ختم نبوت، آمرانہ قوتوں کا باغی، علمائے حق کا سرخیل، ہزاروں علماء کا استاذ اللہ کو پیارا ہوگیا اور جمعہ کے دن ۹؍فروری کو تمبر کھولہ پیر کنڈ ضلع مانسہرہ میں ہزاروں علماء کی موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کی جنازہ مانسہرہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ مانسہرہ اور گردونواح کے علاوہ گوجرانوالہ راولپنڈی اور اسلام آباد کے سینکڑوں علماء نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اللہ رب العزت مولانا کی تربت پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش نازل فرمائیں۔ آمین!

ختم نبوت کا ایک گمنام مبلغ!

جناب خالد مبین!

وہ لوگ جنہوں نے خوں دے کر پھولوں کو رنگت بخشی ہے۔ دو چار سے دنیا واقف ہے۔ گمنام نہ جانے کتنے ہیں۔ پچھلے دنوں فجر سے پہلے جناب قاری فضل کریم کا فون آیا کہ چنگا بنگیال میں راجہ وسیم احمد فوت ہو گئے ہیں۔ غنودگی کی کیفیت میں فون سنا تھا۔ مگر یہ جملہ کان میں پڑتے ہی ایک جھٹکا سا لگا اور زبان سے بے اختیار نکلا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون!

۱۹۹۴ء سے گوجرخان میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس تسلسل کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔ اللہ نے دستگیری فرمائی کہ نواحی قادیانیت زدہ علاقہ چنگا بنگیال کے چند مسلمان احباب بھی کانفرنس میں شریک ہونے لگے۔ چنگا بنگیال کے قادیانیوں سے چونکہ ان کی رشتہ داریاں تھیں تو چند سال پیشتر انہوں نے تمام قادیانی ذمہ داروں اور ان کے قادیانی مربی کے ساتھ مولانا اللہ وسایا صاحب کی ایک نشست طے کر دی۔ حضرت مولانا وہاں تشریف لے گئے اور قادیانی مربی کو قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ، لغت غرض ہر اعتبار سے لاجواب کر دیا اور مرزا غلام قادیانی کی کفریہ عبارتیں اس کی کتابوں سے نقل کر کے قادیانیت کے بخیے ادھیڑ دیئے۔

(حضرت مولانا اللہ وسایا کی وہ گفتگو ''مناظرہ چنگا بنگیال'' کے نام سے چھپ بھی چکی ہے۔)

شرکاء محفل کے سامنے قادیانی مربی کی ہزیمت کے ساتھ ساتھ قادیانیت کا کفر بھی آشکارا ہوا اور چند خوش بخت قادیانیت پر لعنت بھیج کر آقا مدنی کریم خاتم النبیین a کے دامن رحمت سے وابستہ ہو گئے۔ ان خوش نصیبوں میں ایک نوجوان راجہ وسیم احمد بھی تھے۔

راجہ وسیم احمد، قادیانیت کے بھی پرجوش مبلغ تھے۔ مسلمان ہوئے تو اپنی تمام صلاحیتیں آقا a کے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کا کفر ودجل کا پردہ چاک کرنے میں صرف کر دیں۔ تقریباً سات سال کا عرصہ اسلام میں گزارنے کا موقع ملا۔ مگر ان سات سالوں میں روشن آنکھوں، ہنس مکھ چہرے والے، ان تھک، نڈر، بلند حوصلہ، اور عالی ظرف نوجوان نے اپنوں کے بھی نشتر سہتے ہوئے وہ کام کئے جو ہمارے جیسے سینکڑوں پیدائشی مسلمان نہ کر سکے۔ علاقہ کے ہر قادیانی پیر وجواں کے ساتھ پوری دردمندی کے ساتھ رابطہ کرنا، مرزا قادیانی کی کتابوں سے کفریہ عبارتیں ان کے سامنے پیش کر کے انہیں دعوت اسلام دینا، ان کی اونچی نیچی باتیں برداشت کرنا اور یہ کام خالصتاً اللہ کی رضا کے حصول کے لئے مقصد بنائے رکھنا۔ یہ تھا راجہ وسیم احمد کی زندگی کے شب وروز کا معمول۔

چنانچہ ان کی دعوت وفکر کی وجہ سے کئی قادیانی اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ خصوصاً نوجوان طبقہ پر خوب محنت کرتے اور ہر کانفرنس پر ان نومسلموں کی مولانا اللہ وسایا صاحب سے ملاقات کراتے۔ ان کے لئے استقامت کی دعا کراتے۔ خود بھی بزرگوں کی خوب دعائیں سمیٹتے۔ انتقال سے چند ماہ قبل ان کے والد جو بدقسمتی سے

قادیانیت پر رہتے ہوئے فوت ہوئے تو راجہ وسیم احمد نے علی الاعلان ان کی آخری رسومات میں شرکت سے انکار کر کے اپنے ایمان کی پختگی کا مظاہرہ کیا۔

چنگا بنگیال کے لئے مولانا اللہ وسایا صاحب کے پروگرام کا بار بار اصرار کرتے۔ بندہ مولانا اللہ وسایا صاحب کی معروفیت سے آگاہ ہونے کی وجہ سے مختلف حیلوں سے دامن بچاتا رہتا۔ لیکن انتقال سے چند دن قبل بہت ہی زیادہ اصرار کیا۔ میں نے مولانا سے رابطہ کیا تو خلاف توقع مولانا نے فوراً ہی حامی بھرلی (یہ بھی راجہ وسیم کے اخلاص کی برکت تھی) راجہ صاحب نے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ خوب محنت کی۔ محنت کا میدان قادیانی حضرات تھے۔ کانفرنس مقامی مسجد میں ہونا طے تھی۔ مگر برا ہو ہماری روائتی علاقائی مسلکی مخاصمت کا کہ عین وقت پر ان حضرات نے مسجد کی اجازت منسوخ کر دی۔ فوراً متبادل بندوبست کیا گیا۔ پروگرام ہوا اور اتنا شاندار بیان ہوا کہ اپنے پرائے سبھی متاثر ہوئے۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے خلاف معمول قادیانیت کو آڑے ہاتھوں لینے کے بجائے قادیانیوں کو دعوت اسلام دینے کے انداز میں ناصحانہ طور پر بیان فرمایا۔ راجہ صاحب نے پروگرام کی ویڈیو سی ڈی تیار کروائی اور تمام قادیانیوں کے گھروں میں پہنچادی۔ بعد میں فون پر رابطہ ہوا تو بڑے پر جوش انداز میں کہنے لگے کہ خالد بھائی! اب قادیانیت چند دنوں کی مہمان ہے۔ ان شاءاللہ!

آپ کو بہت جلد خوشخبری سناؤں گا کہ تمام بڑے بڑے قادیانی، قادیانیت چھوڑنے پر آمادہ نظر آرہے ہیں۔ بس آپ بزرگوں سے دعا کرائیں۔ (اللہ ان کی نیک خواہشات پوری فرمائے۔ آمین!)

تو مجھے بے ساختہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ یاد آگئے۔ جب بہاولپور میں قادیانیوں کے خلاف برصغیر میں اولین مقدمہ درج ہوا تو نواب آف بہاولپور نے دارالعلوم دیوبند خط لکھ کر حضرت شاہ جیؒ سے آنے کی درخواست کی۔ شاہ جیؒ پیرانہ سالی اور مختلف عوارض کے باوجود تشریف لائے اور عدالت میں قادیانیت کے کفر کو واشگاف انداز میں دلائل سے ثابت کیا۔ واپس تشریف لے گئے تو اپنے متعلقین سے فرمایا کہ جب مقدمہ بہاولپور کا فیصلہ آجائے اور میں زندہ نہ ہوں تو میری قبر پر آکر یہ فیصلہ سنا دینا کہ عدالت نے قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد دکھائے گا جب چنگا بنگیال کے بچے کھچے قادیانی اسلام قبول کریں گے اور میں راجہ وسیم احمد کی قبر پر جا کر یہ خوشخبری سناؤں گا۔ ان شاءاللہ!

نماز جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ جن میں اکثریت علماء، صلحاء اور باشرع افراد کی تھی۔ چنگا بنگیال کا تاریخی جنازہ تھا۔ قریب و دور سے لوگ آئے۔ نماز جنازہ حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت روالپنڈی نے پڑھائی۔ جنازہ سے قبل اعلان کیا گیا کہ راجہ وسیم کا کوئی قادیانی رشتہ دار نماز جنازہ میں شریک نہ ہو۔ مولانا اللہ وسایا صاحب کی نمائندگی مولانا طیب فاروقی مبلغ اسلام آباد اور قاری عبدالوحید قاسمی جنرل سیکریٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے کی۔ راجہ وسیم اس دھرتی پر اللہ رب العزت کی بے پایاں رحمتوں کا محل ورود تھے۔ وہ بہت ہی غنیمت شخص تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین!

علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی c!

(۱۲۴۵ھ تا۱۳۲۷ھ)

عبدالرشید عراقی!

صاحب نزہۃ الخواطر فرماتے ہیں کہ: علامہ حسین بن محسن الیمانی، حضرت سعد انصاری صحابی رسول a کی اولاد میں سے تھے۔ جیسا کہ ان کے شجرۂ نسب سے ظاہر ہوتا ہے۔ شجرہ نسب حسب ذیل ہے: حسین بن محسن بن محمد بن مہدی بن ابی بکر بن محمد بن عثمان بن عمر بن محمد بن مہدی بن حسین بن احمد بن حسین بن ابراہیم بن ادریس بن تقی الدین ابن سبیع بن عامر بن عتبہ بن ثعلبہ بن عوف بن مالک بن عمر بن کعب بن الخزرج بن سعد الانصاری الصحابی۔ (نزہۃ الخواطر ج۸ص۱۱۱)

ولادت اور تعلیم

علامہ حسین بن محسن، یمن کے شہر الحدیدہ میں ۱۴؍جمادی الاولیٰ ۱۲۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ جب ہوش سنبھالا تو ان کی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے ہوا اور ۱۳ سال کی عمر میں اپنے والد محترم کی زندگی میں حفظ قرآن مجید کی سعادت حاصل کرلی۔ والد محترم کی وفات کے بعد علامہ حسین بن محسن، یمن کے دوسرے شہر المراوعہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ ۸ سال تک زیر تعلیم رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے المراوعہ کے علماء سے علم نحو اور فقہ شافعی اور اکتساب فیض کیا۔ اس کے بعد واپس الحدیدہ تشریف لائے اور علامہ سید حسین بن عبدالباری الاہدل کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے علی الترتیب سنن ابن ماجہ، سنن نسائی، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، صحیح بخاری اور صحیح مسلم پڑھیں۔ علامہ سید حسین بن عبدالباری الاہدل سے استفادہ کے بعد علامہ حسن بن محسن، یمن کے ایک دوسرے شہر زبید چلے گئے اور وہاں آپ نے مفتی زبید، اور ان کے صاحبزادے علامہ سید سلیمان بن محمد بن عبدالرحمان الاہدل سے علم حدیث اور اس کے متعلقہ علوم میں اکتساب فیض کیا۔

شیخ صفی الدین احمد بن قاضی محمد بن علی شوکانی سے استفادہ

شیخ حسین بن محسن نے جب علمائے حدیدہ، المراوعہ اور زبید سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کرلیا تو حسن اتفاق صنعاء کے قاضی شیخ صفی الدین اپنے کسی ضروری کام کے سلسلہ میں حدیدہ تشریف لے گئے۔ شیخ حسین بن محسن ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے قیام صنعاء کے دوران صحاح ستہ کی بڑی اہم عبارتوں کی چیدہ چیدہ عبارتوں سے تحصیل کرتے رہے۔ شیخ صفی الدین، شیخ حسین سے بہت محبت کرتے تھے اور فرماتے کہ: ''تمہارے والد میرے والد کے شاگرد اور تم میرے بیٹے اور میرے شاگرد ہو۔'' (نزہۃ الخواطر ج۸ص۱۱۲)

عہدۂ قضاء پر تعیناتی اور عدم جواز کا فتویٰ

علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد حکومت وقت نے علامہ حسین بن محسن کو قریہ لحیہ کا قاضی مقرر کردیا۔

آپ چار سال تک قاضی کے عہدہ پر متمکن رہے۔ پھر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ آپ نے عہدۂ قضاء سے استعفیٰ دے دیا۔ حکومت نے ان سے جبراً ایک مسئلہ کے جواز کا فتویٰ لینا چاہا۔ لیکن آپ نے جواز کا فتویٰ دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر امیر شہر نے آپ کو مصائب و آلام میں مبتلا کر دیا۔ تین دن دھوپ میں بٹھائے رکھا اور بھوکا پیاسا رکھا۔ لیکن آپ اپنے مؤقف پر قائم رہے۔

ہندوستان آمد

عہدۂ قضاء سے علیحدگی کے بعد علامہ حسین بن محسن نے یمن کو خیرآباد کہا اور ہندوستان کے شہر ریاست بھوپال تشریف لے آئے۔ اس وقت نواب سکندر جہاں بیگم صاحبہ سربراہ سلطنت تھیں۔ علامہ حسین نے دو سال تک بھوپال میں قیام کیا۔ پھر واپس اپنے وطن یمن چلے گئے اور یمن میں پانچ سال قیام کے بعد دوبارہ ریاست بھوپال تشریف لائے۔ اس وقت نواب سکندر جہاں بیگم انتقال کر چکی تھیں اور ان کی صاحبزادی نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال تھیں۔ اس دفعہ علامہ حسین بن محسن کا بھوپال میں چار سال قیام رہا اور اس کے بعد دوبارہ اپنے وطن یمن چلے گئے۔ یمن میں پانچ سال قیام کے بعد تیسری دفعہ پھر ریاست بھوپال تشریف لائے اور بھوپال کو اپنا مستقل وطن بنالیا اور علمائے حدیث کی ایک کثیر تعداد نے ان سے علوم اسلامیہ، خاص کر علم حدیث میں استفادہ کیا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ، اپنی کتاب انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ: ”علامہ حسین بن محسن نے یمن میں درس دیا اور ایک مدت تک فائدہ علمی پہنچایا، پھر ہندوستان آئے، اپنے بھائی علامہ زین العابدین قاضی بھوپال کے پاس قیام کیا۔ وہاں کچھ مدت رہے۔ پھر انہیں نواب بھوپال نے اپنے زمانے میں ہی اپنے پاس بلوالیا۔ یہ خاندان سمیت آگئے اور بھوپال ہی کو اپنا وطن بنالیا۔ پھر ان کی شہرت دنیا کے کونے کونے تک چلی۔ لوگ تیزی کے ساتھ ان کے پاس آنے لگے اور ان کے بحر علمی سے سیراب ہونے لگے۔ ان کے زمانہ کے کم ہی علمائے حدیث ایسے ہوں گے جنہوں نے ان سے سند حدیث نہ لی ہو یا اجازت حدیث نہ لی ہو۔ ورنہ اکثر نے لی تھی۔ نواب صدیق حسن خان، محدث شمس الحق عظیم آبادی، محدث وحید الزمان، محدث بدیع الزمان اور محدث عبدالرحمان مبارک پوری رحمہم اللہ جیسے مثالی لوگوں نے ان سے سند حاصل کی۔“ (انجاز الحاجہ شرح سنن ابن ماجہ)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں کہ: ”(والد محترم) مولانا حکیم سید عبدالحئی ۱۳۰۹ھ میں بھوپال تشریف لے گئے۔ بھوپال میں مولانا قاضی عبدالحق سے کتب درسیہ اور مولانا سید احمد دہلوی سے ریاضی، اور مولانا شیخ محمد عرب سے ادب اور مولانا شیخ حسین بن محسن الیمانی سے حدیث کی تحصیل کی۔ بھوپال کے قیام کی بڑی غرض وغایت اور اس کا سب سے بڑا ثمرہ اور فائدہ، شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی کے درس حدیث میں شرکت اور ان سے استفادہ تھا۔ شیخ حسین بن محسن کا وجود اور ان کا درس حدیث ایک نعمت خداوندی تھا۔ جس سے ہندوستان اس وقت بلاد مغرب کا ہمسر بنا ہوا تھا اور اس نے ان جلیل القدر شیوخ حدیث کی یاد تازہ کر دی تھی جو اپنے خداداد حافظہ، علوئے سند اور کتب حدیث و رجال پر عبور کامل کی بناء پر خود ایک زندہ کتب خانہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ شیخ حسین بہ یک واسطہ علامہ محمد بن علی شوکانی صاحب نیل الاوطار کے شاگرد تھے اور ان کی سند حدیث بہت عالی اور قلیل الوسائط سمجھی جاتی تھی۔

یمن کے جلیل القدر اساتذہ حدیث کے تلمذ وصحبت، غیر معمولی حافظہ جو اہل عرب کی خصوصیت چلی آرہی ہے، سالہا سال تک کے درس وتدریس کے مشغلے اور طویل مزاولت اور ان یمنی خصوصیات کی بناء پر جن کے ایمان وحکمت کی شہادت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ حدیث کا فن گویا ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر گیا تھا اور اس کے دفتر ان کے سینہ میں سما گئے تھے۔ وہ ہندوستان آئے تو علماء وفضلاء (جن میں بہت سے صاحب درس وصاحب تصنیف بھی تھے) نے پروانہ وار ہجوم کیا اور فن حدیث کی تکمیل کی اور ان سے سند لی۔ تلامذہ میں نواب سید صدیق حسن خان، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا شمس الحق ڈیانوی، مولانا عبداللہ غازی پوری، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا سلامت اللہ جیراج پوری، نواب وقار نواز جنگ، مولانا وحید الزماں حیدرآبادی، علامہ محمد طیب مکی، شیخ ابوالخیر احمد مکی، شیخ اسحاق بن عبدالرحمان نجدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔" (حیات عبدالحی ص۶۳،۶۴، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۰ء)

حدیث نبوی a سے شغف

علامہ حسین بن محسن انصاری کو حدیث نبوی a سے بہت زیادہ شغف تھا۔ مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی فرماتے ہیں کہ: "علامہ حسین بن محسن کو تالیف کتب سے کوئی زیادہ شغل نہیں تھا اور اگر کبھی اس کا ارادہ کرتے تو وہ فن حدیث میں جتنا شغل فرماتے کسی اور فن سے نہیں فرماتے تھے۔" (نزہۃ الخواطر ج۸ص۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے علامہ حسین بن محسن کو قوت حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں کہ: "میرے استاد حدیث مولانا حیدر حسن خاں ٹونکیؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء) جو شیخ حسین بن محسن کے شاگرد تھے، فرماتے تھے کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری (جس کی ۱۳ ضخیم جلدیں ہیں اور ایک مقدمہ کی علیحدہ جلد ہے) شیخ حسین بن محسن کو تقریباً حفظ تھی۔" (حیات عبدالحی ص۶۳ حاشیہ)

تصانیف

علامہ حسین بن محسن کو تصنیف وتالیف سے زیادہ شغل نہیں تھا۔ ان کی ساری زندگی حدیث نبوی a کی تدریس میں گزری۔ تاہم چند رسائل ان کی تصنیف ہیں: ۱...... تعلیقات علی سنن ابی داؤد (عربی) ۲...... تعلیقات علی سنن نسائی (عربی) ۳...... البیان المکمل فی تحقیق الشاذ والمعلل (عربی) ۴...... التحفہ المرضیہ فی حل بعض المشکلات الحدیثیہ (عربی) ۵...... مجموعہ فتاویٰ ۶...... القول الحسن المتین فی ندب المصافحۃ بالید الیمنیٰ (عربی) ۷...... الفتح الربانی فی الرد علی القادیانی (عربی)

وفات

علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی نے ۱۳۲۷ھ میں بھوپال میں رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

نوٹ: رد قادیانیت پر ان کی کتاب الفتح الربانی فی الرد علی القادیانی بمع ترجمہ ہم نے احتساب قادیانیت ج۴۲ ص۳۷۳ تا ۴۹۶ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ احتساب کی متذکرہ جلد کی اشاعت کے وقت علامہ حسین محسن الیمانی کے حالات معلوم نہ تھے۔ اب المعبر فیصل آباد سے ملے تو ان کو یہاں محفوظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ میرے بعد کوئی دوست احتساب ج۴۲ شائع کرے تو یہ حالات بھی اس کے پیش نظر رہیں۔ فقیر...... اللہ وسایا!

مولانا فقیر محمد فیصل آباد!

محمد عابد پوری!

فیصل آباد کے غازی اور مجاہد تحریک ختم نبوت مولوی فقیر محمد کا شمار شہر کے بزرگ سماجی رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک طویل عرصہ سے صدر انجمن اصلاح نوجوانان اسلام کے صدر، جنرل سیکرٹری سیٹلائٹ ویلفئر سوسائٹی اور سیکرٹری اطلاعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہونے کے ناطے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں، فحاشی کے خلاف اور واسا کی نااہلی کے خلاف میدان جہاد میں برسرپیکار رہے۔ ان کی خدمات ہمیشہ پیش نظر رہیں گی۔ ۳۷ سال قبل قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور ۹۵ سال بعد قادیانیت اپنے انجام کو پہنچی۔

تحریک ختم نبوت ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء سے شروع کی گئی۔ اس دن قادیانی جماعت چناب نگر کی کمانڈو تنظیم خدام الاحمدیہ کے غنڈوں نے آنجہانی مرزا ناصر کی ہدایت پر چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر نشتر کالج ملتان کے مسلمان پر تفریحی ٹور سے واپسی پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۷۴ء کی تحریک چلی۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی۔ جس کے سربراہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تھے۔ حکومت نے صمدانی کمیشن قائم کیا جس نے اس واقعہ کی تحقیقات کی۔ اس کے بعد قومی اسمبلی کو انکوائری کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا اور پارٹی کے سربراہ مرزا ناصر احمد قادیانی پر گیارہ روز تک جرح ہوتی رہی۔ آخر میں ایک سوال پر مرزا ناصر نے کہا کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ اس کے بعد قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد پاس کی جس پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آئین میں ترمیم کر کے قادیانیوں، مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور ربوہ کو کھلا شہر بنا دیا گیا۔ اس طرح ۹۵ سال بعد قادیانی فتنہ اپنے انجام کو پہنچا۔ مگر اس آئینی ترمیم پر قانون سازی نہ ہوئی۔

جنرل ضیاء الحق نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر اور شعائر اسلام استعمال کرنے کو جرم قرار دے دیا۔ جس کی سزا تین سال قید بامشقت اور جرمانہ مقرر کی گئی۔ جس کے بعد قادیانیوں کے سابق سربراہ آنجہانی مرزا طاہر احمد غیر مسلم راتوں رات بھیس بدل کر بھاگ کر لندن جا پہنچا اور پناہ حاصل کی اور اپنا ہیڈ کوارٹر چناب نگر سے لندن منتقل کر لیا۔ ۱۹۷۴ء ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے بعد حکومت پنجاب کے محکمہ ہاؤسنگ سرکل فیصل آباد نے مولوی فقیر محمد کی درخواست پر چناب نگر میں پچاس ایکڑ رقبہ پر رہائشی اسکیم تیار کی۔ جس میں سے انیس ایکڑ اراضی قادیانیوں سے حاصل کی گئی۔ وہاں مسلمانوں کو آباد کیا گیا اور اس بستی کا نام مسلم کالونی رکھا گیا۔ اس مسلم کالونی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے نو کنال رقبہ پر مختص پلاٹ پر ختم نبوت عالیشان مسجد تعمیر کی۔ مولوی فقیر محمد ۱۷ مارچ ۲۰۱۲ بروز ہفتہ پونے چار بجے اپنے حقیقی مالک سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑ کروڑ رحمت نازل فرمائے۔ آمین!

قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کے رضاعی بھتیجے

جناب شمس الدین کا قبول اسلام!

عبدالقیوم عاصم!

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

محترم شمس الدین صاحب وہ خوش نصیب انسان ہیں جو عرصہ دراز قادیانیت کی پر فریب راہوں پر بھٹکنے کے بعد حق وصداقت کی فطری اور حقیقی جستجو لئے اسلام کی دہلیز تک پہنچے اور روشنی ونور کی بستی میں داخل ہوگئے اور قبول اسلام کے بعد پہلا انعام خداوندی زیارت بیت اللہ شریف کی صورت میں ملا۔ گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی چھاؤں میں پیارے آقاء دو جہاں ﷺ کے قدموں میں کھڑے ہوکر درود وسلام پڑھنے کی انہیں اور ان کی اہلیہ کو سعادت نصیب ہوئی۔ یہاں یہ بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو لوگ پیدائشی مسلمان ہیں وہ شاید ان لوگوں کی عظمت کردار کو نہ سمجھ سکیں۔ جنہوں نے اپنے مذہب قادیانیت کو ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ مذہب ترک کرنا کوئی معمولی واقعہ نہیں اور نہ یہ لباس بدلنا، گھر بدلنا، ملک بدلنا جیسا کوئی عمل ہے۔ بلکہ ترک مذہب کرنے والا کبھی اپنے ماحول سے بغاوت کرتا ہے۔ کبھی اسے اپنے والدین چھوڑنا پڑتے ہیں۔ کبھی وہ اپنے دوستوں کو دشمنوں میں بدلتے دیکھتا ہے۔ کبھی عزیز واقارب کی موجودگی میں تنہائی کا عذاب محسوس کرتا ہے، کبھی اسے ایمان کی خاطر اپنے مفادات کو پس پشت ڈالنا پڑتا ہے اور کبھی زندگی سے محرومی کی سزا بھی ملتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ انتہائی اخلاص ومحبت کے ساتھ اسلام قبول کرتا ہے اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر پر خار وادیوں میں عزیمت کی منزلیں طے کرتا ہوا آبلہ پا، اسلام کی وادی امن میں پہنچتا ہے تو یہاں کچھ لوگ اس پر شک وشبہ کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کے ہر عمل کو ایک مخصوص زاویے سے جانچتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ یہ بات ان متلاشیان حق کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مگر مبارکباد کے مستحق ہیں یہ اہل عزیمت جو ہر پریشانی ومصیبت کا نہایت خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت قدم قدم پر ان کی مدد فرماتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ایمان کے لئے کسی شہادت کے محتاج نہیں۔ بلکہ پورا معاشرہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان کے ایمان کی گواہی دیتے ہیں۔

محترم شمس الدین ۱۹۷۴ء میں محلہ فیکٹری چناب نگر میں پیدا ہوئے۔ موصوف کے والد حمید احمد مرزا مسرور احمد (سربراہ جماعت قادیانی) کے رضائی بھائی ہیں۔ محترم شمس الدین صاحب مرزا مسرور احمد کے رضائی بھتیجا ہیں۔ امید ہے کہ مرزا مسرور احمد محترم شمس الدین کے بھتیجا ہونے کا انکار نہیں کریں گے۔

محترم شمس الدین نے ابتدائی تعلیم چناب نگر میں حاصل کی۔ تین سال فضل عمر ہسپتال میں بھی خدمت سرانجام دے چکے ہیں۔ ملازمت کے سلسلہ میں آج کل عارضی طور پر لاہور مقیم ہیں۔ محترم شمس الدین صاحب کے دادا فتح محمد کے دادا نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی تھی۔ جب وہ قادیان گئے تو مرزا غلام احمد قادیانی کے خادم

نے پوچھا کہ آپ دور سے پیدل آئے ہیں۔ کھانا کھالو۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہمیں بھوک نہیں ہے۔ کچھ دیر بعد پھر پوچھا کہ کھانا کھاؤ گے۔ انہوں نے پھر انکار کیا کہ ہمیں بھوک نہیں ہے۔ کچھ دیر بعد مرزا غلام احمد قادیانی مہمان خانے میں خود آئے اور کہا کہ مجھے اللہ نے خبر دی ہے کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ کھانا کھالیں۔ فتح محمد کے دادا نے کھانا کھا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر لی کہ مرزا قادیانی کو ہماری بھوک کا غیب کے ذریعہ پتہ چل گیا ہے کہ انہیں بھوک لگی ہوئی ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی کے خادم نے پہلے پوچھ لیا تھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور یہاں پہنچنے میں کتنا وقت لگا ہے اور خادم نے مرزا قادیانی کو بتادیا تھا۔ اتنی دور سے مہمان آئے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے۔ مرزا قادیانی نے اپنے اندازے کو غیب کی خبر میں تبدیل کر لیا۔ ان کی سادگی مرزا قادیانی کے کام آگئی۔ یوں محترم شمس الدین صاحب کے آباؤ اجداد قادیانی ہوئے۔ (اس بات کے راوی موصوف کے اہل خانہ ہیں) راقم ۱۷؍فروری ۲۰۱۳ء محترم عرفان محمود برق صاحب اور محمد ظفر اللہ رانجھہ (للیانی) کی معیت میں محترم شمس الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبول اسلام کی مبارک باد دی اور قادیانیت ترک کرنے کا سبب معلوم کیا۔

محترم شمس الدین صاحب نے بتایا کہ میری پیدائش قادیانی ماں باپ کے گھر ہوئی۔ میری فیملی کے تمام افراد سوائے میری اہلیہ کے قادیانی ہیں۔ میں اور میری اہلیہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اکٹھے اسلام قبول کیا ہے۔ بدقسمتی سے میرے آباؤ اجداد مرزا غلام احمد قادیانی کی حقیقت کے بارے کچھ جانے بغیر قادیانیت کو قبول کر بیٹھے۔ انہیں بتایا گیا تھا کہ یہ ''اسلام'' کی اصلاح کے لئے آسمانی دعوت ہے اور مرزا غلام احمد کی صورت میں مسیح موعود اور مہدی موعود ظاہر ہوگئے ہیں۔ میرا بھی یہی عقیدہ تھا کہ قادیانیت ہی صحیح اسلام ہے اور قادیانی ہی سچے مسلمان ہیں اور دوسرے لوگ کافر، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہم مرزائیت کے بارے میں صرف مرزائی علماء کی تحریرات پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ نظریہ پختہ ہوتا گیا کہ قادیانی ہونے کی حیثیت سے ہم ہی حق پر ہیں اور جو لوگ مرزا غلام احمد، مسیح موعود اور مہدی موعود پر ایمان نہیں لاتے وہ باطل پر ہیں۔ میں نے مرزائیت کے بارے مرزائی لٹریچر ہی پڑھا تھا۔ مسلمانوں نے مرزائیت کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ میرے علم میں نہیں تھا۔ اللہ رب العزت جب کسی انسان پر خاص فضل و کرم کرتا ہے تو اسے دین اسلام کا علم عطا فرماتا ہے۔ میری ہدایت کا ذریعہ بخاری شریف اور مسلم شریف اور مسند ابی یعلی موصلی کی احادیث نہیں۔ حضور نبی کریم a کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ a نے ارشاد فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے۔ پس صلیب توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جنگ ختم کر دیں گے۔ مال کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ دنیا اور دنیا بھر کے سب مال و متاع سے ایک سجدہ اچھا معلوم ہوگا۔ (صحیح بخاری ج۱ص۴۹۰)

نوٹ: ''مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے۔''

(کشتی نوح ص۶۰، خزائن ج۱۹ص۶۵)

جب میں نے اس حدیث مبارکہ کو پڑھا تو میں سوچ میں پڑ گیا کہ میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ a

قسم کھائے بغیر بھی کوئی بات فرمادیں تو درست ہوتی ہے۔ اس کو ماننا ہمارے لئے ضروری ہوتا ہے اور اس حدیث مبارکہ میں میرے پیارے نبی a قسم اٹھا کر فرمارہے ہیں اور ساتھ تاکید بھی فرمارہے ہیں۔ قسم اس وقت اٹھائی جاتی ہے جب کوئی بات عقلاً ماننا محال ہو۔ یقین دہانی کی آخری حد ہوتی ہے۔ جب کوئی عام مسلمان بھی قسم کھا کر بات کرتا ہے تو ہم فوراً مان جاتے ہیں اور اس خبر یا بات میں کوئی اشتباہ نہیں رہتا۔ ہم اس مسلمان کی بات مان لیتے ہیں اور اس حدیث مبارکہ میں آقا دو جہان نبی کریم a قسم اور تاکید سے بات فرمارہے ہیں کہ ”(عیسیٰ) ابن مریم تم میں حاکم عادل ہو کر اتریں گے۔“ آپ a کے فرمان کی وجہ سے ہم نے قرآن مجید کو قرآن مجید مانا ہے۔ جب کہ ہم نے خود اس کو اترتے نہیں دیکھا۔ دوسری آسمانی کتابوں کو مانا ہے۔ ان کو بھی اترتے نہیں دیکھا۔ جنت کو بغیر دیکھے مانا، دوزخ کو بغیر دیکھے مانا، فرشتوں کو مانا۔ علاوہ اس کے جو بھی ہمیں کوئی شخص یقینی خبر دیتا ہے تو ہم مان لیتے ہیں۔ جب میں اور میری اہلیہ نے اس حدیث شریف پر غور و فکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو ایمانی دولت سے منور کر دیا۔ رفتہ رفتہ میرے دل میں قادیانیت کے خلاف شکوک وشبہات پیدا ہونے لگے اور آہستہ آہستہ ہمارے دل سے قادیانیت نکلنے لگی۔ پہلے قادیانیت کی حقانیت پر سو فیصد یقین تھا تو اب مسلسل میرا یقین کم ہونا شروع ہوا۔ پھر میں نے خالی الذہن ہو کر اسلامی لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا۔ دوسری حدیث مبارکہ پڑھی جو کہ مسلم شریف میں ہے:”حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ a نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ضرور ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) روحاء (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) کی گھاٹی میں حج یا عمرہ یا دونوں کی لبیک پکاریں گے ایک ساتھ۔“ (مسلم شریف جلد اول ص۳۱۶)

مرزا قادیانی کے نزدیک بھی یہ حدیث ۱۸۹۱ء تک درست تھی۔ (ازالہ اوہام ص۸۸۴، خزائن ج۳ ص۵۸۲)

اس حدیث مبارکہ میں بھی حضور نبی کریم a نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور بہ ضرور تشریف لائیں گے۔ قسم کے بارے میں مرزا قادیانی کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔ جو بات قسم اٹھا کر کہی جائے اس سے صرف ظاہر معنی مراد لئے جاتے ہیں وہاں تاویل یا استثناء نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی نے خود یہ اصول بیان کیا۔

ترجمہ: ”اور قسم کھا کر کوئی بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ کوئی استثناء۔ ورنہ قسم کھانے کا کیا فائدہ ہے۔“ (حمامۃ البشریٰ ص۱۴ حاشیہ، خزائن ج۷ ص۱۹۲)

تیسری حدیث مبارکہ (حافظ ابویعلیٰ موصلی ۳۰۷ھ) ترجمہ: ”قسم اس ذات عالی کی جس کے قبضے میں ابوالقاسم (a) کی جان ہے۔ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) ضرور اتریں گے امام ہو کر، منصف ہو کر، حکم بن کر، عدل کرنے والے پھر آپ (علیہ السلام) عیسیٰ میری قبر پر آئیں گے اور فرمائیں گے کہ اے محمد (سلام ہو تم پر) تو میں ضرور جواب دوں گا۔“ (مسند ابی یعلیٰ ج۶ ص۱۰۱)

ان تینوں احادیث کو جب میں نے غور و فکر سے پڑھا تو میرا یقین مزید پختہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تین بار قسم کھا کر تاکید فرمارہے ہیں۔ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی دوبارہ نازل ہوں گے۔ دوسری طرف مرزا قادیانی قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں۔ حق کی قسم ابن مریم فوت ہو گیا ہے۔ دوبارہ نہیں آئے گا۔ مرزا قادیانی کا یہ بیان

بھی میرے سامنے تھا۔’’ کہ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کرلیا اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خداتعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی حصہ بخرہ نہیں دیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

مرزاقادیانی کے دونوں بیانات میں کتنا تضاد ہے۔ بھلا جو کسی جھوٹ کو قسم کھا کر بیان کرے اس سے بڑا ملعون کون ہوسکتا ہے؟ اس پر خدا، رسول(a) کی اور تمام کائنات کی لعنت برستی ہے۔ مرزاقادیانی یہ بھی کہتے ہیں۔ سچے کے کلام میں تضاد نہیں ہوا کرتا اور جھوٹ بولنا نجاست خوری ہے۔ کائنات کا وہ سب سے عظیم فرد خاتم الانبیاء a جو صدق وراستی کا پیکر تھا جس نے کبھی کسی کافر سے بھی جھوٹ نہ بولا تھا۔ وہ عظیم ہستی جو مخالفین میں بھی امین وصادق کے عظیم الشان لقب سے معروف تھی، اس نے قسم اٹھا کر فرمایا تھا کہ:’’اس ذات برحق کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں مریم صدیقہ کے فرزند ارجمند لازماً نازل ہوں گے۔‘‘

(بخاری، مسلم وغیرہ)

ایک طرف اس عظیم ہستی کی قسم اور حلف وتاکید اور دوسری طرف مرزاقادیانی صاحب کا اپنا ’’الہام‘‘ کیا دونوں میں کوئی تقابل اور توازن ہے؟ واضح حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں سمجھ گیا کہ صادق وامین a کے مقابلہ میں مرزاقادیانی کی کیا وقعت ہے؟۔ مرزاقادیانی نے اپنا (عقیدہ حیات مسیح، نزول مسیح) قرآن وحدیث سے نہیں بدلا۔ بلکہ اپنے خاص الہام سے بدلا۔ قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی کے الہام کی کیا وقعت ہے۔ قرآن وحدیث کا مخالف الہام شیطانی ہوسکتا ہے۔ رحمانی نہیں ہوسکتا۔ قرآن کے مفہوم کو بدلنے والا جماعت مسلمین سے خارج ہے۔ مرزاقادیانی لکھتے ہیں:’’جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہوگیا ہے۔ تب تک میں اسی عقیدہ (نزول مسیح) پر قائم تھا۔ جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔‘‘

(اعجاز احمدی ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اگر وفات مسیح اور عدم نزول کا عقیدہ قرآن مجید میں ہوتا۔ سب سے پہلے قرآن مجید اس کا اعلان کرتا۔ معلم اعظم محمد رسول اللہ a قرآن مجید کو سمجھنے اور سمجھانے والے وہ اعلان فرمادیتے اور تمیں آیات قرآنی کی نشاندہی فرمادیتے۔ تیرہ سو سال کے مجددینؒ کو بھی وفات عیسیٰ کی آیات نظر نہ آئیں۔ مرزاقادیانی کو ۱۸۹۱ء تک قرآن دانی کا دعویٰ ہونے کے باوجود ’’عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام‘‘ فوت ہوگئے ہیں کی تمیں آیات نظر نہ آئیں۔ چودھویں صدی میں مرزاقادیانی کو قرآن مخالف الہام ہونے شروع ہوئے کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہوگئے۔ ان الہامات کی کیا وقعت ہوگی؟۔

مزید مرزاقادیانی لکھتے ہیں:’’یہ تو ایک سرّ الٰہی اور بھید کی بات تھی جو آج سے قبل کسی پر بھی منکشف نہ ہوئی تھی۔ نہ نبی(a) پر نہ صحابہؓ اور آئمہ دین پر، نہ قرآن میں نہ حدیث میں۔ بلکہ یہ تو ایک سرّ مکتوم تھا۔ جسے اب

اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کو پردہ اخفاء میں رکھنے کا تھا۔ پس اللہ کا فیصلہ غالب آیا اور لوگوں کے ذہنوں کو اس مسئلہ کی حقیقت روحانیہ سے خیالات جسمانیہ کی طرف پھیر دیا اور وہ اسی پر قانع ہو گئے اور یہ مسئلہ پردہ اخفاء میں رہا۔ جیسے کہ دانہ خوشے میں چھپا ہوتا ہے۔ کئی صدیوں (تیرہ صدیوں) تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آ گیا...... پس اللہ تعالیٰ نے اس بات (نزول عیسیٰ) کی حقیقت کو ہم پر منکشف کیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ ص۵۵۲،۵۵۳)

حضور نبی کریم a احادیث مبارکہ میں قسم کھا رہے ہیں اور تاکید سے فرما رہے ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم ضرور بہ ضرور نازل ہوں گے۔ مسیح ابن مریم ہی دوبارہ نازل ہوں گے نہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی ابن چراغ بی بی اور نہ ہی اس سے مراد ''مثیل مسیح'' ہے۔ آنحضرت a احادیث میں قسم کھا رہے ہیں کہ ابن مریم نازل ہوں گے اور مرزا قادیانی بھی قسم کھا کر کہتا ہے۔ میں وہی مسیح موعود ہوں۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ ایک مسلمان کو کس کی بات پر اعتماد کرنا چاہئے؟ آنحضرت a کی خبر پر یا مرزا قادیانی کی خبر پر؟

احادیث مبارکہ سے واضح ہو چکا ہے کہ آنے والے مسیح کا نام ''عیسیٰ'' ہوگا۔ جب کہ مرزا قادیانی کا نام ''غلام احمد'' تھا۔ کہاں ''غلام احمد'' اور کہاں ''عیسیٰ'' فرق صاف ظاہر ہے۔ مسیح علیہ السلام کی والدہ کا نام مریم صدیقہ ہے۔ جب کہ مرزا کی والدہ کا نام ''چراغ بی بی'' مسیح علیہ السلام نازل ہوں گے جب کہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ آنے والا مسیح مرزا قادیانی نہ ہوا۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم آنے والے مسیح ہیں۔

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت حضور نبی کریم a اور تیرہ صدیوں کے مسلمانوں (پہلی صدی میں صحابہ کرامؓ بھی شامل ہیں) سے چھپائے رکھی اور صرف مجھ پر منکشف کی۔ کذب اور دجل کی اپنی مثال آپ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء کرام دنیا میں انسانوں کی ہدایت وراہنمائی کے لئے بھیجے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں سستی نہیں کی۔ مرزا قادیانی چونکہ خود انگریزی کوشش سے ''نبی'' بنے ہیں اور ان کی ''نبوت'' کسبی (کوشش سے) ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ a تک سب انبیاء کرام کی نبوت وہبی (من اللہ) ہے۔ شاید اس لئے مرزا قادیانی نے اپنا عقیدہ ۱۰ سال تک چھپائے رکھا اور وحی کے باوجود اپنا عقیدہ نہیں بدلا اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے رہے کہ ''اخفا کرنا میرے نزدیک گناہ ہے اور کمینے آدمیوں کی عادت ہے۔'' (الاستفتاء ص۳۶، خزائن ج۲۲ ص۶۵۷)

اب قادیانی بتائیں کہ اللہ کے حکم کو چھپانے والا کون ہوتا ہے؟ مرزا قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ بھید شروع میں کسی پر نہ کھلا اور یہ رمز کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔ تمام لوگ اس سے بے خبر رہے۔

''میرے دعویٰ کی بنیاد انہیں الہامات سے پڑی اور انہیں میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کردیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کرلیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔''

(اربعین نمبر۲ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۶۹)

مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ آمد مسیح کے بارے میں قرآن مجید کی ایک دو نہیں بلکہ کئی آیات تھیں۔ اب ان کا مصداق مسیح ابن مریم نہیں رہے۔ بلکہ ان کا مصداق اب میں غلام احمد ابن چراغ بی بی ہو گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کو اس مقام سے فارغ کر کے مجھے اس پر فائز کر دیا ہے۔ (العیاذ باللہ) کتنی حماقت آمیز گپ ہے۔ پہلے تو از روئے قرآن اسی مسیح نے آنا تھا جو مریم صدیقہؑ کے فرزند تھے۔ مگر اب ان آیات کا مصداق وہ نہیں رہے۔ بلکہ خدا نے مجھے ان آیات کا مصداق بنا دیا ہے۔ کیا کبھی ایسا ہونا ممکن ہے؟ کہ کسی آیت کا مصداق ہی بدل جائے۔ یہ بات ناممکن ہے۔ حضرت مسیح کے مصداق کی تبدیلی کی بات کرنا جہالت آمیز گپ ہے۔ دوسری بات مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی۔ گویا مرزا قادیانی اعتراف کرتے ہیں کہ وہ قرآن وحدیث کی بنیاد پر مسیح موعود نہیں بلکہ اپنے الہامات کی بناء پر مسیح موعود ہیں۔ دجل وفریب کی حد ہے۔ دعویٰ میں تاخیر وہ بھی سوچے سمجھے منصوبہ سے کر رہے ہیں۔ اگر وہ الہامات اپنے وقت پر کئے جاتے تو لوگ مرزا قادیانی کے پیچ میں نہ پھنستے۔ نبی کا کردار ایسا نہیں ہوتا کہ دھوکہ دہی سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطاء فرمائے کہ قادیانیت کس قدر دھوکہ اور فریب ہے۔ سادہ لوح لوگ لاعلمی سے پھنس جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور قادیانیت سے نکلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم a کا ارشاد مبارک ہے: ’’بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور جو کوئی اس سے جدا ہوگا وہ دوزخ میں جا گرے گا۔‘‘ (ترمذی شریف)

جماعت بمعنی ’’اجتماعی وحدت‘‘ لہٰذا امت مسلمہ بحیثیت مجموعی بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتی۔ اس طرح تمام محدثینؒ، مفسرینؒ، مجددینؒ اور اکابرین امتؒ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے۔ جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے: ’’ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۴۰۹، خزائن ج۵ ص۴۰۹)

ترجمہ: یعنی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے کامل علوم کے ساتھ نازل ہوں گے۔

جناب شمس الدین کی اپیل

میں نہایت سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ، میں ان سب لوگوں سے جو اسلام کی سچی محبت اور تلاش میں اب تک قادیانیت کو قبول کئے ہوئے ہیں، اپیل کرتا ہوں کہ وہ اچھی طرح یہ سمجھ لیں کہ کسی اعتبار سے بھی قادیانیت اسلام نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کے بانی نے اس کو ’’احمدیت‘‘ کا نام دیا۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ شروع سے یہ ایک نیا مذہب ہے۔ علاوہ بریں قادیانیوں کے چند بنیادی عقائد اور اعمال قادیانیت کو اسلام سے بالکل جدا کر دیتے ہیں۔ اس لئے اس کے کٹر پیروؤں کو قرآن کے اس ارشاد کو یاد رکھنا چاہئے اور اس پر غور وفکر کر لینی چاہئے کہ جو بھی اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کا طالب ہو تو اس سے وہ مذہب قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں ہوگا۔ (قرآن مجید)

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ حق کا بول بالا ہو۔ کفر کا منہ کالا ہو۔ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے

دین کی خدمت کی توفیق اور استقامت عطاء فرمائے اور شمس الدین اسم با مسمّٰی بنادے۔ آمین ثم آمین! (یعنی دین کا آفتاب دین کی روشنی پھیلانے والا، اسلام کی اشاعت کرنے والا بنادے)

خصوصی پیغام

میرے وہ احباب جو کسی بھی وجہ سے قادیانیت کو ہی سچا اسلام سمجھے بیٹھے ہیں اور مرزا قادیانی کی واضح عبارات کی تاویلات کرتے کرتے تھکتے نہیں۔ ان سے میری خصوصی گزارش ہے۔ وہ اختلافی مسائل کو اس طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ جس طرح تیرہ صدیوں کے مجددین کرامؒ نے سمجھا ہے۔ صحابہ کرامؓ، محدثین کرامؒ نے سمجھا ہے۔ امید ہے پھر ان کو فیصلہ کرنے میں غلطی نہیں لگے گی۔ یک طرفہ دلائل سننے سے آپ کسی درست فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں گے۔

آپ کا خیرخواہ ...... شمس الدین ...... رابطہ کیلئے 0303-34068314

۳۲ ویں کل پاکستان سالانہ ختم نبوت کانفرنس ...... چناب نگر

25`24 / اکتوبر 2013ء بروز جمعرات صبح دس بجے سے جمعہ بعد از عصر تک منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک بھر کے علماء، مشائخ، خطباء، دانشور، قراء، شعراء، دینی جماعتوں کے سربراہ، مختلف مکاتب فکر کے نمائندگان شرکت فرمائیں۔ جماعتی رفقاء ابھی سے کانفرنس کی تیاری کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کی نعمت سے مالا مال فرمائیں۔ آمین!

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

مرکزی ناظم اعلیٰ!

رابطہ کے لئے:

مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی	پشاور	0333-9223020
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی	لاہور	0321-4220552
مولانا قاضی احسان احمد	کراچی	0300-9899402
مولانا محمد یونس	کوئٹہ	0300-6849495
مولانا غلام مصطفیٰ	چناب نگر	0301-7977785

ترک قادیانیت!

قسط نمبر:2 عبدالقیوم سرگودھا!

مرزا قادیانی اپنی عمر کے ۵۲ سال تک ملہم ہونے کے دعویدار کی حیثیت سے ۱۲ سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کے عقیدہ پر نہ صرف قائم رہا بلکہ اس کی اشاعت وتبلیغ بھی کرتا رہا۔ پھر اچانک اس کے خیالات میں تبدیلی آنے لگی اور اپنا پہلا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا ہوا تھا اس کو فراموش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور یہ الہام قرآن وحدیث پر فوقیت لے گیا۔ قرآن وحدیث کے وہ معانی بدل گئے اور یہ الہام قرآن وحدیث پر فوقیت لے گیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہوچکا ہے۔“ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ: ”مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوچکا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۵۶۲، خزائن ج ۳ ص ۴۰۲)

مرزا قادیانی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ: ”شیطانی الہام ہونا حق ہے۔“ (ضرورت الامام ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۳) قرآن وحدیث کے خلاف الہام کو ہم کیسے رحمانی الہام کہیں۔ شیطانی الہام کے بعد دماغ کی چکی الٹی چلنے لگی۔ پھر قرآن میں ۳۰ آیتیں وفات مسیح کی نظر آنے لگیں۔ ”قرآن شریف قطعی طور پر اپنی آیات بینات میں مسیح کے فوت ہوجانے کا قائل اور ہمیشہ کے لئے اس کو رخصت کرتا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۳۲، خزائن ج ۳ ص ۱۶۷)

قادیانیوں سے سوال ہے کہ اس وقت قرآن مجید میں ۳۰ آیات موجود نہیں تھیں۔ جب مرزا قادیانی ”براہین احمدیہ“ میں قرآنی آیات سے ثابت کر رہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ حالانکہ اس وقت مرزا قادیانی مجدد، محدث اور ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کر چکے تھے۔ کیا اس وقت مرزا قادیانی کو ان آیات کا مطلب نہیں آتا تھا۔ کیا یہ آیات ۱۸۹۰ء کے بعد نازل ہوئی تھیں یا اس سے پہلے؟ کیا اس وقت قادیانی کے علم وفہم میں کچھ نقص تھا؟ کیا مرزا قادیانی ۵۲ سال تک اس عقیدہ پر قائم نہیں رہا؟ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ اس کتاب کے سب سے بڑے مفسر اور شارح حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ a ہیں۔ آپ نے عقائد واحکامات کے سلسلہ میں اپنے مبارک ارشادات عالیہ سے امت مسلمہ کی بھرپور راہنمائی فرمائی۔ پھر صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، مجددینؒ (جن کی تعداد عسل مصفی میں ۸۳ بتائی گئی ہے) اور علمائے کرام نے قرآن وحدیث سے وہی مفہوم لیا جو اللہ اور اس آخری رسول a نے ارشاد فرمایا۔ تعجب کی بات ہے کہ وفات مسیح کی ۳۰ آیات قرآن مجید میں موجود تھیں۔ مگر کسی نے بھی ان کی نشاندہی نہیں کی اور یہ آیات صرف مرزا قادیانی کو نظر آئیں۔ سب قادیانیوں سے گزارش ہے۔ ۸۳ مجددین میں سے کسی ایک کا قول دکھا دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور ان کا نزول نہیں ہوگا؟ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کی گواہی

بھی سن لیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر تمام صدیوں کے بزرگوں کا عقیدہ تھا۔
’’پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدہ پر فوت ہوئے...... حتیٰ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) باوجود مسیح کا خطاب پانے کے دس سال تک یہی خیال کرتے رہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے...... حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے جس قدر اولیاء صلحا گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح کو زندہ خیال کرتا تھا۔‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۱۴۲،۱۴۳، مندرجہ انوار العلوم ج۲ ص۴۶۳،۴۶۴)

محترم باقر علی صاحب نے پوچھا کہ کیا مرزا قادیانی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو شرک عظیم لکھا ہے؟ جواباً عرض کیا کہ مرزا صاحب نے جب عقیدہ میں تبدیلی کی اور جو عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت کیا تھا گو اس کو رسمی عقیدہ لکھا۔ پھر اسی عقیدہ کو شرک عظیم لکھا ہے۔

ترجمہ: ’’سو من جملہ سوء ادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں یہ تو نرا شرک عظیم ہے۔ جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ عقل اس سے خوف کرتا ہے بلکہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح فوت ہو چکے ہیں اور اپنے اہل زمانہ کی طرح مر چکے ہیں اور ان کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائی مذہب سے آیا ہے۔‘‘ (حیات ونزول کے عقیدہ کو قرآن وحدیث کی تائید حاصل ہے)

(حقیقت الوحی الاستفتاء ضمیمہ ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰)

مرزا قادیانی کو اپنی عمر کے چالیس سال بعد الہامات شروع ہوئے اور بارہ سال تک باوجود الہامات کے اس عقیدہ پر قائم رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے۔ لیکن اب وہ اس عقیدہ کو شرک عظیم کہہ رہا ہے تو ثابت ہوا مرزا قادیانی نے ۵۲ سال تک خود شرک کیا۔ ظاہر ہے مشرک نہ نبی ہو سکتا ہے اور نہ مسیح موعود ہو سکتا ہے۔ جس امت کا نبی مشرک ہو اس کے امتی کیا ہدایت پائیں گے۔ کسی کی لمبی زندگی ماننا اگر شرک ہے تو مرزا قادیانی فرشتوں کی ہزاروں سال زندگی مانتے ہیں۔ زندگی تو شیطان کی بھی لمبی ہے۔ کیا مرزا قادیانی شیطان کو زندہ نہیں مانتے؟ کل من علیہا فان!

کوئی جتنی بھی لمبی زندگی پالے ایک نہ ایک دن سب کو فنا ہونا ہے۔ شرک کیسے ہوا؟ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ ۳۰ یا ۴۵ سال دنیا میں رہ کر وفات پائیں گے۔ شرک کیسے ہوا؟ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کا عقیدہ رکھتا تھا۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) میں اعتراف کیا ہے ’’یہ رسمی عقیدہ تھا‘‘ یہ رسمی عقیدہ نہیں بن سکتا۔ مرزا قادیانی نے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی آیات پیش کی ہیں۔ پھر یہ رسمی یا اجتہادی غلطی اس لئے بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ کتاب (براہین احمدیہ) بقول مرزا قادیانی حضور نبی کریم a کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اور اس کا نام قطبی بتایا گیا ہے۔ یعنی قطبی ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ اگر اس عقیدہ کو رسمی یا اجتہادی غلطی کہہ کر غلط قرار دیا جائے تو یہ کتاب قطبی نہیں رہتی۔ جب یہ کتاب حضور نبی کریم a کے مبارک ہاتھوں میں آچکی اور آپ کی مبارک نظر سے گزری تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی عقیدہ خلاف اسلام بیان ہوتا تو آپ اس کی نشاندہی نہ فرماتے؟

ثابت ہوا اس کتاب میں لکھا ہوا عقیدہ حیات ونزول کا قرآن وحدیث اور اجماع امت کی رو سے بالکل درست اور عین اسلام ہے اور اس کا انکار تواتر کا انکار اور ایسے لوگ بصیرت دینی سے محروم ہیں۔ اس قدر وضاحت کے بعد بھی اس عقیدہ کو فاسدانہ ومشرکانہ قرار دینا ظلم وستم کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزا قادیانی حیات ونزول کا عقیدہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ جو مرزا قادیانی کو خاص الہام ہوئے ہیں کہ عیسیٰ فوت ہوگئے۔ خدا بار بار مرزا قادیانی کو سمجھاتا رہا۔ سمجھاتے سمجھاتے بارہ سال گزر گئے۔ خدا سمجھانے والا، مرزا قادیانی سمجھنے والا اور الہام بھی وہ جو قرآن کے خلاف مگر انہی نے مرزا قادیانی کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ آخر مرزا قادیانی نے مجبور ہوکر الہاموں کی وجہ سے حیات ونزول کا قرآنی عقیدہ چھوڑا اور مجبوراً مسیح موعود بننا پڑا۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اور مجھے کب خواہش تھی کہ میں مسیح موعود بنتا اور اگر مجھے یہ خواہش ہوتی تو میں براہین احمدیہ میں اپنے پہلے اعتقاد کی بناء پر کیوں لکھتا کہ مسیح آسمان سے آئے گا۔ حالانکہ اسی براہین میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ پس تم سمجھتے ہو میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا تھا۔ جب تک خدا نے روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھڑایا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۶۲،۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۶۰۲)

(خدا نے نہیں مسٹر مقیمی نے چھڑایا ہے) مزید لکھتے ہیں: ''اللہ کی قسم میں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ان کے عدم نزول اور (خود) ان کا قائم مقام بننے کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ (مجھ پر) مسلسل الہامات کا نتیجہ ہے۔ بلکہ بالکل واضح کشف ہونے کے بعد۔'' (وفات مسیح کی بنیاد قرآن وحدیث نہیں بلکہ مرزا قادیانی کے الہامات ہیں) (حمامۃ البشریٰ ص۱۳، خزائن ج۷ ص۱۹۱) مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں: ''اخفا کرنا میرے نزدیک گناہ ہے اور کمینے آدمی کی عادت ہے۔'' (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص۲۶، روحانی خزائن ج۲۲ ص۶۵۷)

اس کے باوجود لکھتے ہیں کہ: ''خدا کی قسم! میں بہت دنوں سے جانتا تھا کہ میں مسیح ابن مریم بنایا گیا ہوں اور میں ہی مسیح کے بجائے نازل ہونے والا شخص ہوں۔ لیکن میں نے اس کو چھپائے رکھا۔ اس کی تاویل کر کے بلکہ میں نے اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا۔ میں اس پر مضبوطی سے قائم رہا اور میں نے اس کے ظاہر کرنے میں دس سال توقف کیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۱، خزائن ج۵ ص۵۵۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی ۱۰ سال تو پکے مشرک رہے۔ وحی کے باوجود عقیدہ نہیں بدلا۔ باقر صاحب سے پوچھا کہ اللہ کے حکموں کو چھپانے والا کون ہوتا ہے؟ آخر انہیں کہنا پڑا کمینے آدمی کی عادت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو چھپائے۔ اصلی مسیح موعود کو جاننے کے لئے ہمیں کتاب وسنت کی روشنی میں یہ جانچنا ہوگا کہ جو شخص دعویٰ کر رہا ہے کیا وہ ان علامات پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟ جو ہمیں آنے والے مسیح علیہ السلام کے بارے بتائی گئی ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ مرزا قادیانی جن کتب احادیث سے کسی مسیح علیہ السلام کے آنے کا عقیدہ اخذ کرتے ہیں۔ وہیں بے شمار کھلی کھلی علامات کے ساتھ آنے والے مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ بن مریم لکھا ہوا ہے۔ اب کس اصول کی روشنی میں مان لیا جائے کہ احادیث میں جو عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا ذکر ہے۔ اس سے مراد مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی ہے۔ جاری ہے!

ان کا قلم اتنا آزاد تھا کہ انبیاء علیہم السلام وصحابہ کرامؓ کے متعلق وہ امت مسلمہ کے اجماعی موقف کو نظر انداز کر جاتے تھے۔ یہ رسالہ خوب معلوماتی اور معقولی دلائل کا حامل رسالہ ہے جو اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت کر رہے ہیں۔

۲/۴...... ختم نبوت: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت پر فروری ۱۹۶۲ء میں یہ رسالہ مرتب فرمایا۔ عقیدہ ختم نبوت کو نقلی وعقلی دلائل سے خوب تر مبرہن کیا۔ عقیدہ ختم نبوت پر کئی احادیث مبارکہ لائے۔ اجماع وتواتر کے مستند ترین حوالہ جات سے اپنے موقف کو خوب واضح کیا۔ سیدنا مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی یعنی نزول من السماء الی الارض بجسدہ العصری عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اس مناسبت سے نزول مسیح علیہ السلام کو احادیث سے خوب واضح کیا۔ یہ رسالہ بھی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

۳/۵...... فتنہ عظیم: غالباً تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے آرٹیکل لکھا جسے جناب غلام نبی جانباز مرزا نے فتنہ عظیم کے نام سے پمفلٹ کی شکل میں شائع کر دیا۔ اس جلد میں یہ شامل اشاعت ہے۔

۶...... مرزائیت اور اسلام: حضرت مولانا محمد عبداللہ محدث روپڑی نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے دوران میں یہ کتابچہ تحریر فرمایا۔ لیکن اپریل ۱۹۵۴ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ تحریک ختم نبوت کی منیر انکوائری کمیشن کے دوران میں قتل مرتد، مسلمان کی تعریف، اسلامی حکومت کے خدوخال زیر بحث آئے۔ مولانا موصوف نے آخر میں اس پر بحث کی ہے۔ معلوماتی مقالہ ہے۔ اس جلد میں شائع کرنے پر خوشی ہے۔ فالحمدللہ!

۷...... مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے بارے میں چند سوالات از مولانا محمد حسین بٹالویؒ...... جوابات از مولانا عبدالرحمٰن صوفی محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی: ۱۸۹۰ء میں مولانا محمد حسین بٹالویؒ نے ہند کے مختلف جید علماء ومفتیان سے چند سوالات بابت مرزا قادیانی کئے۔ ان میں مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی نے جو جوابات دیئے وہ پمفلٹ کی شکل میں علیحدہ جمعیت اہل حدیث لاہور ۱۹۶۸ء میں شائع کئے۔ مولانا محمد حسین بٹالویؒ کا مکمل فتویٰ فتاویٰ ختم نبوت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس پمفلٹ کی یہاں ضرورت نہ تھی۔ میرے کام کے ساتھی عزیز الرحمٰن رحمانی کی عقلمندی کے سامنے میں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

۸...... قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان: چند لوگ قادیانی ہوئے۔ انہوں نے مناظرہ کا چیلنج اشتہار کے ذریعہ دیا۔ ان کے مقابلہ میں ایک اشتہار ''ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری'' نام سے اس پمفلٹ میں دیا گیا۔ اس کی صرف فصل اول اس پمفلٹ میں شائع ہوئی۔ روہیلکھنڈ گزٹ یکم رجولائی ۱۹۰۵ء میں قادیانی اشتہار شائع ہوا۔ وہ قادیانی اشتہار پنجہ قادیانی کا تھا۔ اس کا جواب مولانا حسن رضا خان سنی، حنفی، قادری برکاتی نے دیا۔ ایک ماہنامہ شائع کرنے کا اس میں اعلان ہے۔ اس کا کیا بنا یہ مؤرخ کا موضوع ہے۔ راقم تو لکیر کا فقیر جامع ہے اور بس۔

۹...... قادیانی کذاب: کان پور کے مفتی اعظم علامہ مفتی رفاقت حسین بریلوی نے یہ کتاب تحریر فرمائی۔ ''قادیانی کذاب'' نام تجویز کیا۔ نام سے سن تصنیف نکلا ہے۔ کیا خوب قادیانی کو سمجھا ہے اور اچھے انداز میں

سمجھانے کی سعی مشکور کی ہے۔

۱۰...... **فتنۂ قادیانی:** مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی حزب الاحناف جامع مسجد گنج بخش لاہور کے خطیب ماہنامہ رضوان کے ایڈیٹر، دارالعلوم حزب الاحناف کے استاذ الحدیث تھے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تھے اور اس کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا سید محمود احمد رضویؒ تھے۔ اس زمانہ میں آپ نے یہ رسالہ شائع کیا۔ جو اس جلد میں شامل کیا گیا ہے۔

۱۱...... **واقعہ ربوہ کی تحقیقاتی عدالت کے سامنے جماعت اسلامی پاکستان کا بیان:** ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ (چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے چناب ایکسپریس پر سوار طلباء کو شدید زدوکوب کیا۔ ان کو اپنی بدترین بربریت کا نشانہ بنایا۔ اس سانحہ کے ردعمل میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی۔ سانحہ ربوہ کی انکوائری کے لئے لاہور ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس صمدانی پر مشتمل انکوائری کمیشن قائم ہوا۔ اس وقت جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب چوہدری رحمت الٰہی مرحوم تھے۔ آپ نے جماعت کی طرف سے انکوائری کمیشن میں بیان جمع کرایا۔ بعد میں اسے پمفلٹ کی شکل میں شائع بھی کر دیا۔ ایک معلوماتی، تاریخی دستاویز ہے۔ جسے احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کر رہے ہیں۔

۱۲...... **خاتم النبیین:** مولانا ابو محمد شریف خالد رضوی نقشبندی، قادری خطیب جامع مسجد جاتری کہنہ ضلع شیخوپورہ کا یہ رسالہ ہے۔ احادیث مبارکہ سے کثرت کے ساتھ استدلال کیا ہے۔

۱۳...... **قادیانیت پر آخری ضرب:** پروفیسر شاہ فرید الحق کا مرتب کردہ رسالہ ہے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے جستہ جستہ حالات کو اپنے مکتب فکر کے حوالہ سے تحریر کیا ہے۔ ’’ساون کے آنکھوں کے مریض کو ہر طرف ہریالی‘‘ ہی پر اسے محمول کیا جاسکتا ہے۔

۱۴...... **عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں:** جنوری ۱۹۸۱ء کے اردو ڈائجسٹ لاہور میں مولانا اختر کاشمیری نے ایک مضمون میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا انکار کیا۔ اس دور میں ہمارے مخدوم حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ جامعہ فاروقیہ کراچی میں مدرس تھے۔ متعدد فتاویٰ جات اس عنوان پر آئے۔ آپ نے ان کا جہاں اجمالی جواب تحریر کیا وہاں سیدنا مہدی علی الرضوان کے ظہور کے عقیدہ پر احادیث کو جمع کرنا شروع کیا۔ تو یہ کتاب مرتب ہوگئی۔ اس کے چار ابواب ہیں۔ باب اوّل...... عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں۔ باب ثانی...... عقیدہ ظہور مہدی محدثین کی نظر میں۔ باب ثالث...... عقیدہ ظہور مہدی متکلمین کی نظر میں۔ باب چہارم...... منکرین ظہور مہدی کے دلائل پر تبصرہ۔ ابواب کی فہرست کا سرسری جائزہ لیں تو بات بہت آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا ڈاکٹر شیخ الحدیث مفتی نظام الدین شامزئیؒ نے اس عنوان کا حق ادا کر دیا ہے۔ ابن خلدون کے اعتراضات کو مولانا اختر کاشمیری نے ’’پرانی شراب نئی بوتل‘‘ کے بمصداق پیش کیا۔ حضرت مؤلف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس جام زور وخدع کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اس علمی خزانہ کو احتساب قادیانیت کی اس

جلد میں شائع کرنے کی خوشی کے ٹھکانہ کا قارئین کو سمجھانا میرے لئے بہت مشکل ہے۔ خارجیوں کو دن میں تارے دکھلا دیئے ہیں۔

۱۵...... مرزائی مذہب کا خاتمہ: جنوری ۱۹۵۰ء میں مولانا ابوالنذیر راولپنڈی نے یہ رسالہ تحریر کیا۔ قادیانیت کی تردید میں بہت ہی معلوماتی اور آسان باتیں درج کی ہیں۔ احتساب کی اس جلد میں اسے شامل کر رہے ہیں۔

۱۶...... بنا سپتی نبوت: جناب نیاز لدھیانوی صاحب ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں کراچی بندر روڈ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں ہوتے تھے۔ نشتر پارک میں قادیانی ظفر اللہ خان کا جلسہ ہوا۔ پھر ۱۹۵۳ء کی تحریک چلی تو نیاز لدھیانوی گرفتار بھی ہوئے۔ اس تحریک کے زمانہ میں یہ کتابچہ لکھا جو احتساب قادیانیت کی اس جلد میں پیش خدمت ہے۔

غرض احتساب قادیانیت جلد انچاس (۴۹) میں:

۱......	مولانا محمد عبداللہ جونا گڑھیؒ	کا	۱	رسالہ
۲......	مولانا مفتی عتیق اللہ شاہ کشمیریؒ	کا	۱	رسالہ
۳......	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	کے	۳	رسائل
۴......	مولانا محمد عبداللہ روپڑیؒ	کا	۱	رسالہ
۵......	مولانا عبدالرحمٰن لکھویؒ	کا	۱	رسالہ
۶......	مولانا حسن رضا خان قادریؒ	کا	۱	رسالہ
۷......	مولانا مفتی رفاقت حسین بریلویؒ	کا	۱	رسالہ
۸......	مولانا سید محمود احمد رضویؒ	کا	۱	رسالہ
۹......	جناب چوہدری رحمت الٰہی لاہور	کا	۱	رسالہ
۱۰......	مولانا محمد شریف خالد رضویؒ	کا	۱	رسالہ
۱۱......	جناب پروفیسر شاہ فرید الحق	کا	۱	رسالہ
۱۲......	مولانا ڈاکٹر نظام الدین شامزئیؒ	کا	۱	رسالہ
۱۳......	مولانا ابوالنذیرؒ راولپنڈی	کا	۱	رسالہ
۱۴......	جناب نیاز لدھیانوی	کا	۱	رسالہ

گویا ۱۴ حضرات کے کل ۱۶ رسائل

احتساب قادیانی کی جلد ۴۹ میں شامل اشاعت ہیں۔ فلحمدللہ علیٰ ذالک!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۳۱ر اگست ۲۰۱۲ء

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

سناتواں میں مقامی باڈی کی تشکیل

تحصیل کوٹ ادو کی عظیم دینی درس گاہ مدرسہ عربیہ ارشاد العلوم سناتواں میں ختم نبوت کے حوالے سے ایک بھرپور میٹنگ ہوئی جس میں سناتوں کے علماء کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور سب علماء نے اس بات کا عزم کیا کہ ختم نبوت کا دفاع ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سناتوں میں مقامی باڈی تشکیل دی گئی۔ سرپرست مفتی سجاد احمد، امیر مولانا ابوبکر معاویہ، نائب امیر مولانا عبدالحمید حقانی، جنرل سیکرٹری مولانا ارشاد احمد گورمانی، ناظم مالیات قاری محمد اشفاق گورمانی، ناظم نشرواشاعت مولانا عبدالعزیز کو منتخب کیا گیا۔ ان حضرات نے ان عہدوں کو اپنے لئے باعث نجات سمجھتے ہوئے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ یہ انتخابات ضلعی مبلغ مولانا قاضی عبدالخالق نے کئے اور استقامت کی دعا کی۔

ختم نبوت کانفرنس کوٹ ادو

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۴؍مارچ بروز اتوار بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد اللہ والی وارڈ نمبر۱۰ کوٹ ادو میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جبکہ مولانا محمد ادریس، مولانا مفتی زین العابدین، قاضی عبدالخالق، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد موسیٰ، صوفی عبدالستار، چوہدری عبدالرزاق، محمد ارشد صدیقی ودیگر مقامی علماء کرام نے شرکت کی۔ آخری اور خصوصی خطاب شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کا ہوا۔ آپ نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ بھائی محمد خالد، محمد عابد ودیگران کے نوجوان رفقاء نے کانفرنس کے انتظامات بڑے احسن انداز میں کئے۔ اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائیں۔ آمین!

ختم نبوت کانفرنس پیر جگی موڑ چک نمبر۵۱۶

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۴؍مارچ بروز اتوار دن گیارہ بجے تا نماز عصر بمقام جامع مسجد ختم نبوت چک نمبر۵۱۶؍تحصیل کوٹ ادو میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تلاوت قاری محمد یاسین نے کی اور محمد ریاض جھنگوی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جبکہ مولانا محمد صادق، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا عبدالمجید فاروقی، پیر جی غلام محمد دین پوری، مولانا قاری عبداللطیف جتوئی، سید محمد کفیل شاہ بخاری، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ بہت سے مقامی علمائے کرام ومعززین علاقہ نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ کانفرنس کے تمام اخراجات کا انتظام چوہدری محمد مشتاق گجر نے کیا۔ پروگرام میں بڑی کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے......ادارہ!

خانوادۂ نبویؐ (یعنی حضرت علیؓ، حسنینؓ اور حضرت فاطمہؓ کے فضائل ومناقب، مستند احادیث کا مجموعہ):

صفحات:۳۷۲: قیمت:۱۸۰ روپے: ناشر: شاہ نفیس اکیڈیمی ۱۱؍۲۷ سعدی پارک مزنگ لاہور!

مصر کے محقق عالم دین جناب ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی نے رجب المرجب ۱۳۹۹ھ میں کتاب ''مناقب علیؓ والحسنینؓ وامہما فاطمۃ الزہراؓ'' لکھی۔ جس میں سیدنا علیؓ، حضرات حسنین کریمینؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے فضائل ومناقب پر مشتمل ذخیرہ احادیث کو جمع کردیا گیا تھا۔ ہمارے مخدوم حضرت پیر طریقت سید نفیس الحسینیؒ ۱۹۸۵ء میں مصر تشریف لے گئے۔ تو اس کتاب کی اشاعت پر اطلاع پائی۔ آپ کو اللہ رب العزت نے حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات وفضائل پر مشتمل کتب کو جمع کرنے اور ان کو شائع کرنے کا خاص ذوق نصیب فرمایا تھا۔ آپ نے اس کتاب کی تلاش میں بہت توجہ فرمائی۔ اللہ رب العزت نے کرم فرمایا۔ کتاب مل گئی تو حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کتاب کو مکتبہ سید احمد شہید لاہور سے شائع کرایا۔ لیکن کتاب عربی میں تھی۔ اس سے صرف علماء استفادہ کرسکتے تھے۔ حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی نظر انتخاب ترجمہ کے لئے حضرت المکرم ڈاکٹر محمود الحسن عارف پر پڑی۔ آپ نے ''خانوادۂ نبویؐ'' کے نام سے اس کتاب کا ترجمہ مکمل کرایا۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف بہت ہی مبارک باد کے لائق ہیں کہ آپ نے اس کے ترجمہ میں:

۱...... اس کتاب میں شامل احادیث کا اصل کتب سے موازنہ کیا۔

۲...... عنوانات کو اور بہتر انداز دیا۔

۳...... کتاب میں بطور مقدمہ کے چاروں مقدس نفوس کے حالات زندگی پر جامع مقالہ تحریر کیا۔ جو بذات خود گرانقدر علمی اثاثہ ہے۔

۴...... احادیث کی مصادر کتب کے حوالہ جات اور طباعتوں تک کی بھی وضاحت کی۔ پہلے یہ کتاب شائع ہوئی تھی۔ اب ہمارے مخدوم حضرت رضوان نفیس مدظلہ نے اپنے شیخ کے ذوق کی پیروی میں اس کتاب کو شائع کرنا چاہا تو محترم ڈاکٹر محمود الحسن عارف صاحب نے پوری کتاب پر دوبارہ نظر ثانی کی۔ جو اب شائع ہوئی ہے۔

کتابت وطباعت عمدہ، قیمت بہت ہی مناسب بلکہ ارزاں۔ اہل ذوق اور خانوادۂ نبویؐ کے دلدادگان یعنی جمیع اہل اسلام کے لئے قدرت کا عطیہ ہے۔ گویا کتاب نہیں ایک علمی خزانہ ہے۔ پڑھئے اور محبت اہل بیتؓ سے اپنے ایمانوں کو سرشار کیجئے۔

احتساب قادیانیت ایک تحریک

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے آج تک ردقادیانیت پر لکھی جانے والی کتب ورسائل کو یکجا کرنے کا آغاز کیا۔
- اس وقت تک یہ مجموعہ ''احتساب قادیانیت'' کے نام پر ۵۰ جلدوں میں چھپ گیا ہے۔مزید کام جاری ہے۔
- اس وقت تک ۲۶۲-اکابرین امت کے رشحات قلم پچاس جلدوں میں شائع ہوئے۔
- اس وقت تک ۲۶۲- حضرات کے ۱۵۵-رسائل وکتب پچاس جلدوں میں شائع ہوئے۔
- اس وقت تک پچاس جلدوں میں ۲۸۲۴۶-صفحات ردقادیانیت پر یکجا شائع ہوگئے ہیں۔
- یہ سب کچھ پندرہ سالوں میں ہوا جو ہوا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا۔ جو ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوگا۔
- پچاسویں جلد میں پچاس کی پچاس جلدوں کی فہرست بھی شائع کردی گئی ہے۔

رابطہ کے لیے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

گلشن کے پھول

قرآن حکیم میں واضح ہے کہ تم رزق کے خوف سے اپنی اولاد کو ہلاک نہ کرو اور یہ بھی مشہور ہے کہ جتنی گوڈی / اتنی ڈوڈی تو افرادی قوت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ملک خوش حال ہوگا۔ اسی لیے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اس عورت سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہو۔ آپ اس بے اولاد جوڑے کو دیکھئے جو مایوسی ذہنی پریشانی تفکرات اور اوہام سے مزمن اور پیچیدہ امراض کے شکار تو ہیں ہی ساتھ ساتھ دو خاندانوں کے باہمی شب و روز بھی تو تکرار میں گزرتے ہیں۔ مذکورہ بالا جوڑے میرے ساتھ ملاقات کریں۔ نبض قارورہ ظاہری معائنہ مشاہدہ اور حالات زندگی سے آگاہی کے بعد متعلقہ اسباب و علامات کے مطابق علاج بالتدبیر، علاج بالغذاء علاج بالدواء کیا جائے گا۔

بفضل تعالیٰ اجڑے گلشن میں بہار آئے گی۔ یاد رہے! کہ خالی سفوف مغلظ یا دوائے مدر دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ بے اولادی کے بے شمار اسباب ہوتے ہیں اور ہر سبب کا علیحدہ علیحدہ علاج ہے۔ میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ قابلیت طویل ترین تجربہ پاکیزگی قلب و نظر اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

بفضل تعالیٰ مستند درجہ اول چالیس سالہ تجربہ دو ایوارڈ اور ایک گولڈ میڈل کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ ہر وقت اللہ سے ہی مدد مانگنے والا ہوں اور خدا خوفی ہر وقت من میں سمائی رہتی ہے۔ اب فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا آپ کا کام ہے۔

ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور دوائی نہیں ہے، کوئی زہریلی دوائی نہیں ہے، کوئی کشتہ شدہ دوائی نہیں ہے، کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے پندرہ روزہ کورسز کی قیمتیں درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام کورس	قیمت فی کورس	نمبر شمار	نام کورس	قیمت فی کورس	نمبر شمار	نام کورس	قیمت فی کورس
1	شوگر	1000	11	اسقاط	2000	21	مرگی	3000
2	موٹاپا	1000	12	پس سیل	2000	22	امراض مردانہ	3000
3	آنتوں کے زخم	1500	13	اٹھرا	3000	23	امراض زنانہ	3000
4	اپنڈکس	1500	14	کمی انتشار	3000	24	بے اولادی	3000
5	اولاد نرینہ	1500	15	گنٹھیا	3000	25	دل کے والو بند ہونا	5000
6	بول بستری	1500	16	رسولیاں	3000	26	یرقان	5000
7	درد گردہ ریاحی	1500	17	کیرا	3000	27	اعصابی کمزوری	5000
8	قولنج	1500	18	رعشہ	3000	28	کمی سپرم	10000
9	دل کا دورہ	2000	19	پھل بہری	3000	29	تھیلا سیمیا	10000
10	اعضاء کا سن ہونا	2000	20	تبخیر معدہ	3000	30	نامردی	20000

☆ کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے رقم پہلے بھیجیں۔ ملاقات کرنے کے لیے فون پر پہلے وقت لے لیں۔

☆ شناختی کارڈ نمبر: 35103-1466875-3 ☆ اکاؤنٹ نمبر، حبیب بینک عمر آباد: 13487900227901

☆ اکاؤنٹ نمبر ایزی پیسہ: 0345-75451199 ☆ ای میل ایڈریس: hakeemakarim_bhatti@yahoo.com

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی نئی منڈی حبیب آباد (واں رادھا رام) تحصیل پتوکی لاہور زون

موبائل نمبرز: 0345-7545119,0321-7545119

وما توفیقی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

الا باللہ

32 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و
ماہرینِ فن لیکچر دیں گے
انشاء اللہ

زیر سرپرستی
حکیم العصر محدثِ دوراں
ولیٔ کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا
عبدالمجید لدھیانوی صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بتاریخ
5 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 15 جون 2013
تا
27 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 7 جولائی 2013

✤ کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے ✤ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا ✤ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ ✤ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670